

باب ہفتم

اسلام میں ممالک کی تقسیم (معاهدات و مواثیق کے تناظر میں)

دینِ اسلام کا مقصود ایک متحرک، مربوط اور پُر امن انسانی معاشرے کا قیام ہے۔ اسلام نے اجتماعی اور ریاستی سطح پر قیامِ امن، نفاذِ عدل، حقوقِ انسانی کی بحالی اور ظلم و عدوان کے خاتمے کے لیے جہاد کا تصور عطا کیا ہے۔ جہاد ایک وسیع اور کثیر المعنی لفظ ہے۔ یہ انفرادی زندگی سے لے کر قومی و ملی اور بین الاقوامی زندگی کی اصلاح کے لیے عملِ پیہم اور جہدِ مسلسل کا نام ہے۔ جہاد کے موضوع پر ہماری ایک ضخیم کتاب بھی زیر ترتیب ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سے پہلوؤں پر پہلی مرتبہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ المیہ ہے کہ جہاں ایک طرف غیر مسلم مفکرین اور ذرائعِ ابلاغ نے اسلامی تصورِ جہاد کو بری طرح مجروح کیا ہے وہیں دہشت گرد اور انتہا پسند عناصر نے بھی لفظِ جہاد کو اپنی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا عنوان بنا کر اسلام کو دنیا بھر میں بدنام کرنے اور اسلامی تعلیمات کے چہرے کو مسخ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ کتاب ہذا کا موضوع چونکہ اہل کتاب ہیں، بنا بریں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی نوعیت سے متعلق بلادِ عالم کی تقسیم کی بحث اسی کتاب سے یہاں شامل کی جا رہی ہے۔

اسلامی احکام میں بلادِ عالم کو وہاں کے رہنے والے لوگوں اور ان کے مذاہب و حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے؛ مثلاً دار الاسلام، دار العہد، دار الصلح، دار الامن اور دار الحرب وغیرہ۔ عصر حاضر میں فہمِ دین کی غلط تعبیر و تشریح کی وجہ سے جہاں دیگر معاملات میں شدت پسندی اور دہشت گردی کے مناظر دیکھے جا رہے ہیں، وہیں ممالک کی تقسیم بھی اپنی مرضی سے ہو رہی ہے۔ مختلف گروہ اپنے مخصوص عقائد و نظریات کے تحت جہاں چاہتے ہیں نام نہاد جہاد کے نام پر خانہ جنگی شروع کر دیتے ہیں۔ اگر ان سے شرعی دلیل پوچھی جائے اور انسانوں کو قتل کرنے سے منع کیا جائے تو کہتے ہیں: 'یہ دار الحرب ہے، اس لیے ہم مخالف مسلمانوں اور غیر مسلم شہریوں کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں'۔ ذیل میں ایسے ہی لوگوں کے لیے ممالک کی تقسیم پر با تفصیل شرعی حقائق درج کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ دار الاسلام (Abode of Islam)

ائمہ و فقہاء نے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ دار الاسلام کی مختلف تعریفات کی ہیں، جنہیں ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ علامہ ابو یعلیٰ حنبلی (۲۱۰-۳۰۷ھ) دار الاسلام کی تعریف میں محض احکام اسلام کے غلبہ کی بجائے، احکام کفر کی نسبت احکام اسلام کے اجراء اور غلبہ کو اساس قرار دیتے ہوئے المعتمد فی اصول الدین میں لکھتے ہیں:

وَكُلُّ دَارٍ كَانَتْ اَلْغَلْبَةُ فِيْهَا لِاَحْكَامِ الْاِسْلَامِ دُونَ اَحْكَامِ الْكُفْرِ، فَهِيَ دَارُ اِسْلَامٍ. (۱)

ہر وہ ملک جہاں احکام کفر کی نسبت احکام اسلام کا غلبہ ہو دار الاسلام کے زمرے میں آتا ہے۔

۲۔ علامہ ابن مفلح حنبلی (۷۱۷-۷۶۳ھ) بھی دار الاسلام کی تعریف میں احکام اسلام کے غلبہ کو بنیاد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَكُلُّ دَارٍ غَلَبَ عَلَيْهَا اَحْكَامُ الْمُسْلِمِيْنَ فَذَا رُ الْاِسْلَامِ. (۲)

ہر وہ علاقہ جہاں مسلمانوں کے احکام کا غلبہ ہو، دار الاسلام کہلاتا ہے۔

۳۔ علامہ ابن القیم حنبلی (۶۹۱-۷۵۱ھ) احکام اہل الذمہ میں بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی مخصوص خطے میں مسلمان آباد ہوں اور وہاں اسلامی احکام کا اجراء بھی ہو تو وہ دار الاسلام ہے۔ وہ جمہور علماء کی رائے نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

قَالَ الْجَمْهُورُ: دَارُ الْاِسْلَامِ هِيَ الَّتِي نَزَلَهَا الْمُسْلِمُونَ وَجَرَتْ عَلَيْهَا

(۱) ابو یعلیٰ حنبلی، المعتمد فی اصول الدین: ۲۷۶

(۲) ابن مفلح، الآداب الشرعیة، ۱: ۲۱۱

أَحْكَامُ الْإِسْلَامِ. (۱)

جمہور کا قول ہے کہ دار الاسلام سے مراد وہ ملک ہے جہاں مسلمان آباد ہوں اور وہاں اسلامی احکام بھی جاری ہوں۔

۴۔ علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) دار الاسلام کی تعریف یوں کرتے ہیں:

وَدَارُ الْإِسْلَامِ مَا ظَهَرَتْ فِيهِ الشَّهَادَتَانِ وَالصَّلَاةُ، وَلَمْ تَظْهَرْ فِيهَا خَصْلَةُ كُفْرِيَّةٍ. (۲)

جس ملک میں شہادت توحید و رسالت اور نماز کا نظام قائم ہو اور اس میں کفریہ خصلت کا غلبہ نہ ہو تو اسے دار الاسلام کہا جائے گا۔

۵۔ شیخ محمد ابوزہرہ (۱۸۹۸-۱۹۷۴ء) نے دار الاسلام کی تعریف اس طرح ہے:

دَارُ الْإِسْلَامِ هِيَ الدَّوْلَةُ الَّتِي تُحْكَمُ بِسُلْطَانِ الْمُسْلِمِينَ وَتَكُونُ الْمَنَعَةُ وَالْقُوَّةُ فِيهَا لِلْمُسْلِمِينَ. (۳)

دار الاسلام وہ ملک ہے جس کا نظام حکومت مسلم حکمران کے کنٹرول میں ہو اور اس کی فوجی و دفاعی طاقت سب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو۔

(۱) دار الاسلام - دار الکفر اور دار الحرب کیسے بنتا ہے؟

۱۔ شمس الائمۃ امام محمد بن احمد سرخسی (م ۴۸۳ھ) نے دار الاسلام کے دار الحرب میں بدلنے سے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) اور صاحبین کا تفصیلی موقف بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

(۱) ابن القيم، أحکام أهل الذمة، ۲: ۷۲۸

(۲) شوکانی، السیل الجرار، ۴: ۵۷۵

(۳) أبوزهرة، العلاقات الدولية فی الإسلام: ۵۶

عَنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ إِنَّمَا تَصِيرُ دَارُهُمْ دَارَ الْحَرْبِ بِثَلَاثِ شَرَائِطَ: أَحَدُهَا: أَنْ تَكُونَ مُتَآخِمَةً أَرْضَ التُّرْكِ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَرْضِ الْحَرْبِ دَارٌ لِلْمُسْلِمِينَ، وَالثَّانِي: أَنْ لَا يَبْقَى فِيهَا مُسْلِمٌ آمِنٌ بِإِيمَانِهِ، وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنٌ بِأَمَانِهِ، وَالثَّلَاثُ: أَنْ يُظْهَرُوا أَحْكَامَ الشِّرْكِ فِيهَا، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ: إِذَا أَظْهَرُوا أَحْكَامَ الشِّرْكِ فِيهَا فَقَدْ صَارَتْ دَارُهُمْ دَارَ حَرْبٍ. (۱)

امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسلمانوں کا ملک دار الحرب اُس وقت شمار ہوگا جب اس میں تین شرائط پائی جائیں گی:

پہلی یہ کہ دار الاسلام کے پڑوس میں دار الحرب ہو، اس کے اور ارض حرب کے درمیان کوئی اور اسلامی ملک نہ ہو۔

دوسری یہ کہ وہاں کوئی بھی مسلمان اپنے ایمان کے ساتھ اور ذمی اپنی امان کے ساتھ محفوظ نہ ہو۔

تیسرا یہ کہ غیر مسلم محاربین قبضہ کر کے وہاں احکام کفر و شرک کو غالب کر دیں۔

جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک جب حربی دار الاسلام پر قبضہ کر کے وہاں شرک کے احکام غالب کر دیں تو وہ دار الحرب میں بدل جائے گا۔

۲۔ دار الاسلام کا دار الکفر میں بدلنے سے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ کا یہی فتویٰ امام علاء الدین کاسانی (م ۵۸۷ھ) نے بھی اپنی تصنیف بدائع الصنائع میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: إِنَّهَا لَا تَصِيرُ دَارَ الْكُفْرِ إِلَّا بِثَلَاثِ شَرَائِطَ:

أَحَدُهَا: ظُهُورُ أَحْكَامِ الْكُفْرِ فِيهَا.

وَالثَّانِي: أَنْ تَكُونَ مُتَاخِمَةً لِدَارِ الْكُفْرِ.

وَالثَّلَاثُ: أَنْ لَا يَبْقَى فِيهَا مُسْلِمٌ وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنًا بِالْأَمَانِ الْأَوَّلِ وَهُوَ أَمَانُ الْمُسْلِمِينَ. ^(۱)

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ تین شرائط کے بغیر دار الاسلام، دار الحرب میں تبدیل نہیں ہو سکتا، وہ تین شرائط یہ ہیں:

پہلی شرط یہ کہ اس ملک میں کفر کے احکام کا اجراء ہو جائے۔

دوسری شرط یہ کہ وہ دار الحرب سے متصل ہو، اور

تیسری شرط یہ کہ وہاں کوئی مسلمان یا ذمی پہلی امان یعنی مسلمانوں کی امان کے ساتھ موجود نہ رہے۔

۳۔ علامہ علاء الدین حصکفی (م ۱۰۸۸ھ) نے بھی دار الاسلام کے دار الحرب میں بدلنے سے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ کے اسی فتویٰ کا ذکر الدر المختار میں کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

لَا تَصِيرُ دَارُ الْإِسْلَامِ دَارَ حَرْبٍ إِلَّا بِأُمُورٍ ثَلَاثَةٍ: بِإِجْرَاءِ أَحْكَامِ أَهْلِ الشُّرْكِ، وَبِاتِّصَالِهَا بِدَارِ الْحَرْبِ، وَبِأَنْ لَا يَبْقَى فِيهَا مُسْلِمٌ أَوْ ذِمِّيٌّ آمِنًا بِالْأَمَانِ الْأَوَّلِ. ^(۲)

تین اُمور کے بغیر دار الاسلام، دار الحرب نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ ہیں:

(۱) وہاں مشرکین کے احکام کا اجراء ہو جائے،

(۲) وہ دار الحرب سے ملا ہوا ہو، اور یہ کہ

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۴: ۱۳۰

(۲) حصکفی، الدر المختار، ۴: ۱۷۴-۱۷۵

(۳) وہاں کوئی مسلمان یا ذمی پہلی امان کے ساتھ موجود نہ رہے۔

۴۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی ان شرائط کا تذکرہ امام ابن قدامہ حنبلی (م ۶۲۰ھ) نے بھی کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: لَا تَصِيرُ دَارَ حَرْبٍ حَتَّى تَجْمَعَ فِيهَا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ أَنْ تَكُونَ مُتَاخِمَةً لِدَارِ الْحَرْبِ لَا شَيْءَ بَيْنَهُمَا مِنْ دَارِ الْإِسْلَامِ. الثَّانِي: أَنْ لَا يَبْقَى فِيهَا مُسْلِمٌ وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنٌ، الثَّلَاثُ: أَنْ تُجْرَى فِيهَا أَحْكَامُهُمْ^(۱)

امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ دارالاسلام، دارالحرب میں (اُس وقت تک) نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ اپنے اندر تین امور کو جمع نہ کر لے۔

اولاً یہ کہ وہ دارالحرب کے ساتھ متصل ہو اور ان دونوں کے درمیان دارالاسلام کی کوئی بھی چیز نہ ہو،

ثانیاً یہ کہ اس میں کوئی بھی مسلمان اور ذمی حالتِ امن میں نہ ہو، اور

ثالثاً یہ کہ وہاں غیر مسلموں کے احکامات جاری ہوں۔

۵۔ شیخ محمد بن احمد بن عرفہ دسوقی مالکی (م ۱۲۳۰ھ) بیان کرتے ہیں:

بِلَادُ الْإِسْلَامِ لَا تَصِيرُ دَارَ حَرْبٍ بِأَخْذِ الْكُفَّارِ لَهَا بِالْقَهْرِ مَا دَامَتْ شَعَائِرُ الْإِسْلَامِ قَائِمَةً فِيهَا.....

بِلَادُ الْإِسْلَامِ لَا تَصِيرُ دَارَ حَرْبٍ بِمُجَرَّدِ اسْتِيلَائِهِمْ عَلَيْهَا بَلْ حَتَّى تَنْقَطِعَ إِقَامَةُ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ عَنْهَا وَأَمَّا مَا دَامَتْ شَعَائِرُ الْإِسْلَامِ أَوْ غَالِبُهَا قَائِمَةً فِيهَا فَلَا تَصِيرُ دَارَ حَرْبٍ^(۲)

(۱) ابن قدامة، المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل، ۲۵: ۹-۲۶

(۲) دسوقی، حاشیة على الشرح الكبير على مختصر خليل للدردير، ۱۸۸: ۲

جب تک اسلامی ممالک میں شعائرِ اسلام کا اجراء ہوتا رہے اس وقت تک محض کفار کے ان پر غلبہ سے وہ دار الحرب میں نہیں بدل سکتے۔.....

اسلامی ممالک میں جب تک شعائرِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کا خاتمہ نہ ہو محض کفار کے ان پر تسلط سے وہ دار حرب نہیں ہو سکتے، جب تک شعائرِ اسلام کا نفاذ ہوتا رہے گا یا ان کی غالب حیثیت اسلامی ممالک میں برقرار رہے گی، وہ دار الحرب نہیں کہلائیں گے۔

۶۔ شیخ احمد بن محمد الصاوی الخلوتی مالکی (م ۱۲۴۱ھ) نے بھی اپنی تصنیف 'بُلْغَةُ السَّالِكِ لِأَقْرَبِ الْمَسَالِكِ عَلَى الشَّرْحِ الصَّغِيرِ لِأَحْمَدَ الدَّرْدِيرِ (۲: ۱۸۷)' میں یہی مالکی نقطہ نظر بیان کیا ہے۔

۷۔ علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) سلفی اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنْ كَانَتْ الْأَوَامِرُ وَالنَّوَاحِي فِي الدَّارِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ بِحَيْثُ لَا يَسْتَطِيعُ مَنْ فِيهَا مِنَ الْكُفَّارِ أَنْ يَتَظَاهَرَ بِكُفْرِهِ إِلَّا لِكُونِهِ مَادُّوْنَا لَهُ بِذَلِكَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهَذِهِ دَارُ إِسْلَامٍ، وَلَا يَصُرُّ ظُهُورُ الْخِصَالِ الْكُفْرِيَّةِ فِيهَا لِأَنَّهَا لَمْ تَظْهَرْ بِقُوَّةِ الْكُفَّارِ وَلَا بِصَوْلَتِهِمْ كَمَا هُوَ مُشَاهَدٌ فِي أَهْلِ الذِّمَّةِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمُعَاهِدِينَ السَّاكِنِينَ فِي الْمَدَائِنِ الْإِسْلَامِيَّةِ، وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ الْعَكْسَ فَالدَّارُ بِالْعَكْسِ^(۱).

اگر کسی ملک میں اسلامی اوامر و نواہی (اسلامی احکام) کا نظام رائج ہو اور وہاں کفار اپنے کفر کو ظاہر کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں مگر یہ کہ انہیں اس کے لیے وہاں اہل اسلام کی طرف سے اجازت ہو تو وہ ملک دارالاسلام شمار ہوگا، یاد رہے کہ وہاں کفر یہ خصلتوں کے ظاہر ہونے سے اسے کچھ نقصان نہیں ہوگا کیونکہ کفار کی قوت اور ان

کے اثر سے ان خصلتوں کو وہاں غالب حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ بلاد اسلامیہ میں رہنے والے غیر مسلم یہود و نصاریٰ اور دیگر معاہدین کے احوال اس پر گواہ ہیں۔ ہاں اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تب 'دار' کی نوعیت بھی اس کے برعکس ہوگی (یعنی وہ دار الکفر ہوگا)۔

(۲) دار الحرب کے لیے کڑی شرائط

امام اعظم ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) سمیت دیگر علماء کی مذکورہ بالا بحث سے پتہ چلا کہ کسی بھی اسلامی ملک کو دار الکفر یا دار الحرب میں تبدیل کرنے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

- ۱۔ دار الاسلام میں شریعہ و کفریہ احکام کا غلبہ ہو جائے۔ یعنی وہاں توحید کی بجائے بت پرستی غالب ہو، اللہ ﷻ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے احکام کی بجائے غیر مسلموں کے احکام مکمل نافذ ہو جائیں اور مسلمانوں کا عقیدہ اور اعمال اس سرزمین پر ممنوع ہو جائیں۔
- ۲۔ وہاں کے رہنے والے کسی بھی مسلم یا غیر مسلم کو پہلی اسلامی حکومت کے دور کی امان اور تحفظ حاصل نہ رہے۔ یعنی وہاں کلاً کسی غیر مسلم حکومت کا عملی نفاذ ہو جائے۔
- ۳۔ وہاں سے شعائر اسلام اذان، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کو مٹا دیا جائے۔
- ۴۔ مسلم قوم غالب اکثریت میں نہ رہے۔

یاد رہے کہ یہ تمام شرائط بیک وقت جب کسی مسلم ملک میں پائی جائیں تب اس کی اسلامی حیثیت مجروح ہوگی، بصورت دیگر کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی بھی اسلامی ملک کو دار الحرب ٹھہرا کر وہاں فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کرے۔ ان چار صورتوں میں سے اگر کوئی ایک صورت مفقود ہو تو تب بھی وہ دار الاسلام ہی متصور گا۔ امام ابو جعفر طحاوی (م ۳۲۱ھ) نے امام اعظم کے اسی فتویٰ کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ جملہ بھی اضافہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

إِنْ فَقِدَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ لَمْ تَكُنْ دَارَ حَرْبٍ. (۱)

اگر ان میں سے کوئی ایک صورت بھی نہ پائی گئی تو وہ دار الحرب نہیں بنے گا (بلکہ بدستور دار الاسلام ہی رہے گا)۔

(۳) دار الحرب سے متعلق سخت شرائط عائد کرنے میں حکمت

فقہائے اسلام خصوصاً احناف نے کسی ملک کو دار الکفر یا دار الحرب قرار دینے کے لیے درج بالا شرائط عائد کی ہیں۔ ان شرائط کے بغیر کوئی شہر یا ملک دار الحرب نہیں کہلائے گا۔ ان شرائط میں بھی دراصل احتیاط اور امن و مصالحت عامہ کا پیغام مضمر ہے۔

۱۔ امام سرخسی المبسوط میں بیان کرتے ہیں:

أَبُو حَنِيفَةَ يَعْتَبِرُ تَمَامَ الْقَهْرِ وَالْقُوَّةِ، لِأَنَّ هَذِهِ الْبُلْدَةَ كَانَتْ مِنْ دَارِ الْإِسْلَامِ، مُحَرَّرَةً لِلْمُسْلِمِينَ فَلَا يَبْطُلُ ذَلِكَ إِلَّا حِرَازُ إِلَّا بِتَمَامِ الْقَهْرِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَذَلِكَ بِاسْتِجْمَاعِ الشَّرَاطِثِ الثَّلَاثِ، لِأَنَّهَا إِذَا لَمْ تَكُنْ مُتَّصِلَةً بِالشَّرِكِ فَأَهْلُهَا مَقْهُورُونَ بِإِخَاطَةِ الْمُسْلِمِينَ بِهِمْ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، فَكَذَلِكَ إِنْ بَقِيَ فِيهَا مُسْلِمٌ أَوْ ذِمِّيٌّ آمِنٌ فَذَلِكَ دَلِيلُ عَدَمِ تَمَامِ الْقَهْرِ مِنْهُمْ. (۲)

امام ابو حنیفہ غلبہ اور قوت (یعنی سلطان و اقتدار) کا اعتبار کرتے ہیں، کیونکہ یہ شہر دار الاسلام میں شامل مسلمانوں کے لیے پناہ گاہ تھا، لہذا مشرکین کے مکمل قبضہ سے ہی یہ پناہ گاہ ختم ہوگی اور یہ بیک وقت تینوں شرائط پائے جانے سے ہی ممکن ہوگا (اس سے کم صورت میں نہیں)۔ اگر اس میں احکام کفر و شرک کو فروغ نہ ملا تو مطلب یہ ہوگا کہ ہر جانب سے مسلمانوں کے گھیراؤ کے سبب اہل شرک وہاں مغلوب

(۱) طحاوی، مختصر اختلاف العلماء، ۳: ۲۹۶

(۲) سرخسی، المبسوط، ۱۰: ۱۱۴

ہوں گے، اسی طرح مسلم حکومت میں مسلمان یا ذمی امن میں ہیں تو یہ غیر مسلموں کے عدم غلبہ کی دلیل ہے۔

۲۔ امام علاء الدین کاسانی حنفی (م ۵۸۷ھ) نے امام اعظم کا فتویٰ درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

وَجْهٌ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْ إِصَافَةِ الدَّارِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالْكَفْرِ لَيْسَ هُوَ عَيْنُ الْإِسْلَامِ وَالْكَفْرِ، وَإِنَّمَا الْمَقْصُودُ هُوَ الْأَمْنُ وَالْخَوْفُ. وَمَعْنَاهُ أَنَّ الْأَمَانَ إِنْ كَانَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهَا عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَالْخَوْفُ لِلْكَفَرَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ، فَهِيَ دَارُ الْإِسْلَامِ، وَإِنْ كَانَ الْأَمَانُ فِيهَا لِلْكَفَرَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَالْخَوْفُ لِلْمُسْلِمِينَ عَلَى الْإِطْلَاقِ، فَهِيَ دَارُ الْكَفْرِ. وَالْأَحْكَامُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْأَمَانِ وَالْخَوْفِ لَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْكَفْرِ، فَكَانَ اعْتِبَارُ الْأَمَانِ وَالْخَوْفِ أَوْلَى، فَمَا لَمْ تَقَعْ الْحَاجَةُ لِلْمُسْلِمِينَ إِلَى الْأُسْتِثْمَانِ بَقِيَ الْأَمْنُ الثَّابِتُ فِيهَا عَلَى الْإِطْلَاقِ، فَلَا تَصِيرُ دَارُ الْكَفْرِ. (۱)

امام ابو حنیفہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ دار کی اسلام اور کفر کے ساتھ اضافت سے مقصود خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود امن اور خوف ہے (یعنی دار الاسلام سے مراد فقط دار الامن ہے اور دار الکفر کا معنی 'دار الخوف' ہے)۔ اس کا معنی یہ ہے کہ:

اگر کسی ملک میں مسلمانوں کو مطلقاً امان حاصل ہے اور کفار کے لیے اصلاً خوف ہے (تا آنکہ اسلامی حکومت ان کے تحفظ کی ضمانت دے) تو وہ دار الاسلام ہے۔

اور اگر وہاں کفار کو مطلق امان حاصل ہے اور مسلمانوں کے لیے مطلقاً خوف ہے تو وہ

دار الکفر ہے۔

یعنی احکام کا اطلاق اُمن اور خوف کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ عقیدہ اسلام اور عقیدہ کفر کی بنیاد پر، لہذا امان اور خوف کا اعتبار کرنا اولیٰ ہے۔ جب تک مسلمانوں کو امان حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور وہاں جو پہلے سے اُمن قائم تھا وہ برقرار ہے تو وہ دار الکفر نہ بنے گا۔

(۴) نافرمانیوں کے غلبہ کی وجہ سے دار الاسلام کو دار الکفر قرار دینا

غلط ہے

ماضی قریب کے معروف سلفی عالم دین علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

إِلْحَاقُ دَارِ الْإِسْلَامِ بِدَارِ الْكُفْرِ بِمُجَرَّدِ وُقُوعِ الْمَعَاصِي فِيهَا عَلَى وَجْهِ الظُّهُورِ لَيْسَ بِمُنَاسِبٍ لِّلْعِلْمِ الرَّوَايَةِ وَلَا لِّلْعِلْمِ الدَّرَايَةِ. (۱)

دار الاسلام کو محض اس وجہ سے دار الکفر قرار دینا کہ وہاں نافرمانیوں کا غلبہ ہو گیا ہے علم روایت (قرآن و سنت) اور علم درایت (عقل و دانش اور فہم و فراست) کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں ہے۔

(۵) دار الحرب کے لیے تَمَامَ الْقَهْرِ وَالْقُوَّةِ کا ہونا لازم ہے

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مسلمانوں کے کسی ملک کا دار الاسلام سے دار الحرب میں منتقل ہونے کے لیے محض دشمن کے جزوی قبضہ یعنی الْقَهْرِ وَالْقُوَّةِ کا نہیں بلکہ کامل قبضہ یعنی تَمَامَ الْقَهْرِ وَالْقُوَّةِ کا ہونا لازم ہے۔

امام اعظم کے نزدیک دار کی اسلام اور کفر کی طرف نسبت سے مقصود، خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود حالتِ اُمن اور خوف ہے۔

امام علاء الدین کاسانی حنفی (م ۵۸۷ھ) نے امام اعظم کا فتویٰ درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

وَجْهٌ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْ إِضَافَةِ الدَّارِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالْكَفْرِ
لَيْسَ هُوَ عَيْنُ الْإِسْلَامِ وَالْكَفْرِ، وَإِنَّمَا الْمَقْصُودُ هُوَ الْأَمْنُ وَالْخَوْفُ. ^(۱)

امام ابوحنیفہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ دار کی اسلام اور کفر کے ساتھ اضافت سے مقصود خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود امن اور خوف ہے (یعنی دار الاسلام سے مراد فقط 'دار الامن' ہے اور دار الکفر کا معنی 'دار الخوف' ہے)۔

امام ابوحنیفہ مزید فرماتے ہیں کہ احکام کا اطلاق امن اور خوف کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ عقیدہ اسلام اور عقیدہ کفر کی بنیاد پر۔ لہذا 'امان' اور 'خوف' کا اعتبار کرنا اولیٰ ہے۔ جب تک مسلمانوں کو امان حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور وہاں جو پہلے سے امن قائم تھا وہ برقرار ہے تو وہ دار الکفر نہ بنے گا۔ ^(۲)

(۶) دار الحرب کے بارے میں مولانا تھانوی کی رائے

مولانا تھانوی اپنی معروف کتاب کشف اصطلاحات الفنون میں امام جمال الدین بن عماد الدین الحنفی کی فصول الأحکام فی أصول الأحکام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وَلَا خِلَافَ فِي أَنَّهُ يَصِيرُ دَارُ الْحَرْبِ دَارَ الْإِسْلَامِ بِإِجْرَاءِ بَعْضِ أَحْكَامِ
الْإِسْلَامِ فِيهَا. ^(۳)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ دار الحرب اس وقت تک دار الاسلام ہی رہتا ہے جب تک اس میں بعض احکام اسلام نافذ ہوں۔

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۴: ۱۳۱

(۲) کاسانی، بدائع الصنائع، ۴: ۱۳۱

(۳) تھانوی، کشف اصطلاحات الفنون، ۱: ۴۶۶

وہ دار الاسلام کی دار الحرب میں منتقل ہونے کی تیسری شرط نقل کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

وَنَالَتْهَا زَوَالُ الْأَمَانِ الْأَوَّلِ، أَيْ لَمْ يَبْقَ مُسْلِمٌ وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنًا إِلَّا بِأَمَانِ الْكُفَّارِ، وَكَمْ يَبْقَى الْأَمَانُ الَّذِي كَانَ لِلْمُسْلِمِ بِإِسْلَامِهِ. ^(۱)

اور اس میں سے تیسری بات یہ ہے کہ پہلا والا امان ختم ہو جائے گا، یعنی کوئی مسلمان، ذمی امان میں نہیں رہے گا مگر اس امان میں جو اسلام کے ذریعے مسلمان کو حاصل ہوا۔

مولانا تھانوی، امام علی بن محمد بن اسماعیل الإسبیجی السمرقندی (۵۳۵ھ) کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

أَنَّ الدَّارَ مَحْكُومَةً بِدَارِ الْإِسْلَامِ بَقَاءِ حُكْمٍ وَاحِدٍ فِيهَا كَمَا فِي الْعِمَادِي، وَفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةِ، وَفَتَاوَى قَاضِي خَانَ وَغَيْرِهَا. ^(۲)

اگر اسلام اور شریعت کا ایک حکم بھی نافذ ہو تو وہ محکوم ملک دار الاسلام ہی ہوگا جیسا کہ عمادی، فتاویٰ ہندیہ (فتاویٰ عالمگیری) اور فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں موجود ہے۔

(۷) اسلامی تعلیمات اور شعائر کے ہوتے ہوئے ملک دار الحرب

قرار نہیں دیا جاسکتا

امام ابن قدامہ حنبلی (م ۶۲۰ھ) امام اعظم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دار الاسلام، دار الحرب میں اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک تین شرائط نہ پائی جائیں۔ ان میں سے دوسری شرط یہ ہے: أَنْ لَا يَبْقَى فِيهَا مُسْلِمٌ وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنٌ یعنی اس میں

(۱) تھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، ۱: ۴۶۶

(۲) تھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، ۱: ۴۶۶

کوئی بھی مسلمان اور ذمی حالت امن میں نہ ہو۔ اس کے بعد امام ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ
وَلَنَا، اَنَّهَا دَارُ كُفَّارٍ^(۱) یعنی وہ دار کفار تو ہوگا مگر شرعی اعتبار سے دار الکفر یا دار الحرب نہیں
ہوگا۔

شیخ محمد بن احمد بن عرفہ دسوقی مالکی (متوفی ۱۲۳۰ھ) بیان کرتے ہیں کہ بلادُ
الإِسْلَام لا تصیرُ دَارَ حَرْبٍ بِأَخْذِ الْكُفَّارِ لَهَا بِالْقَهْرِ مَا دَامَتْ شَعَائِرُ الْإِسْلَامِ قَائِمَةً
فِيهَا^(۲) جب تک اسلامی ممالک میں شعائر اسلام (Signs of Islam) کا اجراء ہوتا رہے اس
وقت تک محض کفار کے ان پر غلبہ سے وہ دار الحرب میں نہیں بدل سکتے۔

(۸) محض کفار کے غلبہ و تسلط سے کوئی ملک دار الحرب قرار نہیں پاتا

مالکی فقہاء کے نزدیک بلادُ الإِسْلَام لا تصیرُ دَارَ حَرْبٍ بِمُجَرَّدِ اسْتِيلَائِهِمْ
عَلَيْهَا^(۳) یعنی اسلامی ممالک میں جب تک شعائر اسلام پر عمل پیرا ہونے کا خاتمہ نہ ہو محض
کفار کے ان پر تسلط و قہر اور غلبہ و استیلاء سے وہ دار الحرب نہیں ہو سکتے۔

علامہ ابن تیمیہ بیان کرتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْمُمَانَعَةِ وَالْمُقَاتَلَةِ كَالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ
وَالرَّاهِبِ وَالشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْأَعْمَى وَالزَّمِنِ وَنَحْوِهِمْ فَلَا يُقْتَلُ عِنْدَ
جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ^(۴)

وہ تمام لوگ جو غیر محارب ہیں، چاہے وہ فوج سے متعلق ہوں، پادری ہوں، عورتیں
ہوں، بچے ہوں، بوڑھے ہوں ان سب غیر محاربین کو جمہور علماء کے نزدیک قتل کرنے

(۱) ابن قدامة، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل، ۹: ۲۶

(۲) دسوقی، حاشیہ علی الشرح الکبیر علی مختصر خلیل للرددی، ۲: ۱۸۸

(۳) دسوقی، حاشیہ علی الشرح الکبیر علی مختصر خلیل للرددی، ۲: ۱۸۸

(۴) ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ۲۸: ۳۵۴

کی اجازت نہیں ہے۔

علامہ ابن القیم جنبل (۶۹۱-۷۵۱ھ) نے احکام اهل الذمة میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی مخصوص خطے میں مسلمان آباد ہوں اور وہاں اسلامی احکام کا اجراء بھی ہو تو وہ دار الاسلام ہے۔ وہ جمہور کی رائے نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

دَارُ الْإِسْلَامِ هِيَ الَّتِي نَزَلَهَا الْمُسْلِمُونَ وَجَرَتْ عَلَيْهَا أَحْكَامُ
الْإِسْلَامِ. ^(۱)

جمہور کا قول ہے کہ دار الاسلام سے مراد وہ ملک ہے جہاں مسلمان آباد ہوں اور وہاں اسلامی احکام بھی جاری ہوں۔

۲۔ دار الصلح (Abode of Reconciliation)

دار الصلح سے مراد وہ غیر اسلامی ملک ہے جس کی حکومت کسی اسلامی ملک کی حکومت کے ساتھ بعض شرائط پر صلح اور امن کا معاہدہ کر لے۔ دوسرے لفظوں میں:

جس غیر اسلامی ملک نے کسی بھی اسلامی ملک کے ساتھ چند شرائط پر صلح کر لی ہو اُسے معاہدے یا صلح کی سرزمین (State of Treaty or Reconciliation) کہتے ہیں۔

(۱) دار العہد اور دار الصلح میں فرق

جمہور ائمہ کرام دار العہد اور دار الصلح میں کوئی فرق نہیں کرتے لیکن امام شافعی ان دونوں میں تھوڑا سا فرق کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک:

دار العہد (Abode of Treaty) سے مراد وہ علاقہ یا ملک ہے جہاں کی غیر اسلامی حکومت اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ امن ہو چکا ہو۔

(۱) ابن القیم، احکام اهل الذمة، ۲: ۷۲۸

جبکہ دارالصلح (Abode of Reconciliation) سے مراد وہ غیر اسلامی ملک یا علاقہ ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہو اور پھر حالت جنگ سے نکلنے کے لیے ان کے ساتھ بعض شرائط پر صلح طے پا جائے۔ جب تک وہ معاہدہ صلح قائم رہے اور جنگ رُک رہے، اس وقت تک وہ علاقہ دارالصلح قرار پائے گا۔

امام شافعی (۱۵۰-۲۰۴ھ) کتاب الام میں دارالحرب کے دارالصلح میں منتقل ہونے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

إِذَا غَزَا الْإِمَامُ قَوْمًا فَلَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِمْ حَتَّى عَرَضُوا عَلَيْهِ الصُّلْحَ عَلَى شَيْءٍ..... فَعَلَيْهِ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمْ. ^(۱)

جب اسلامی حکومت کی کسی غیر مسلم قوم سے جنگ ہو اور مسلمانوں کے اُن پر غالب آنے سے پہلے وہاں کے لوگ کسی شرط پر صلح کی پیش کش کر دیں..... تو اس مسلم حکومت پر لازم ہے کہ وہ ان کی طرف سے یہ پیش کش قبول کرے۔

امام شافعی کی اس تصریح کے مطابق اگر مسلم حکومت اس متحارب ریاست (combatant state) سے صلح کر لیتی ہے تو اب وہ حکومت دارالحرب سے دارالصلح میں تبدیل ہو جائے گی۔

ڈاکٹر محمد تاج العروسی دارالصلح کی تعریف کرتے ہوئے اپنی کتاب فقہ الجہاد والعلاقات الدولية في الإسلام میں بیان کرتے ہیں:

هِيَ الَّتِي لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهَا الْمُسْلِمُونَ وَعَقَدَ أَهْلُهَا الصُّلْحَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى شَيْءٍ. ^(۲)

وہ علاقہ جس پر مسلمانوں کا قبضہ نہ ہو اور اہل علاقہ اور مسلمانوں کے مابین کسی چیز پر

(۱) شافعی، الام، ۴: ۱۸۲

(۲) العروسی، فقہ الجہاد والعلاقات الدولية في الإسلام: ۳۳۳

باہم صلح ہو جائے تو ایسے علاقہ کو دارالصلح کہتے ہیں۔

(۲) دارالصلح کے معاہدات کی پاسداری کا حکم

سورۃ النساء میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان کی پاسداری اور صلح جوئی کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءَؤُكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ط وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتِلُوكُمْ فَإِنْ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَالْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَامَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝^(۱)

مگر ان لوگوں کو (قتل نہ کرو) جو ایسی قوم سے جا ملے ہوں کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ (امان ہو چکا) ہو یا وہ (حوصلہ ہار کر) تمہارے پاس اس حال میں آجائیں کہ ان کے سینے (اس بات سے) تنگ آچکے ہوں کہ وہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں، اور اگر اللہ چاہتا تو (ان کے دلوں کو ہمت دیتے ہوئے) یقیناً انہیں تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم سے ضرور لڑتے، پس اگر وہ تم سے کنارہ کشی کر لیں اور تمہارے ساتھ جنگ نہ کریں اور تمہاری طرف صلح (کا پیغام) بھیجیں تو اللہ نے تمہارے لیے (بھی صلح جوئی کی صورت میں) ان پر (دست درازی کی) کوئی راہ نہیں بنائی ۝

اس سے متصل اگلی آیت مبارکہ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر بعض فتنہ پرور صلح جوئی کی بجائے ظلم و طغیان اور جبر و تشدد کا ہی راستہ اختیار کریں تو پورے معاشرے کو ان کے شر سے بچانے کے لیے ان کا خاتمہ نہایت ضروری ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَإِنْ لَّمْ يَعْزِلْزُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَامَ وَيَكْفُوا أَيْدِيَهُمْ فَحُذُوهُمْ

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقِفْتُمُوهُمْ ط وَأُولَئِكَ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا
مُّبِينًا ۝ (۱)

سو اگر یہ (لوگ) تم سے (لڑنے سے) کنارہ کش نہ ہوں اور (نہ ہی) تمہاری طرف
صلح (کا پیغام) بھیجیں اور (نہ ہی) اپنے ہاتھ (فتنہ انگیزی سے) روکیں تو تم انہیں
پکڑ (کر قید کر) لو اور انہیں قتل کر ڈالو جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ، اور یہ وہ لوگ ہیں
جن پر ہم نے تمہیں کھلا اختیار دیا ہے ۝

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَعْنٰی ﴿فَإِنْ لَّمْ يَعْزِلُوا لَكُمْ﴾ وَلَمْ يَطْلُبُوا الصَّلٰحَ مِنْكُمْ وَلَمْ يَكْفُوا
أَيْدِيَهُمْ فَخَذُوهُمْ وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقِفْتُمُوهُمْ ﴿قَالَ الْأَكْثَرُونَ: وَهَذَا
يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُمْ إِذَا عَزَلُوا قَاتَلْنَا وَطَلَبُوا الصَّلٰحَ مِنَّا وَكَفُّوا أَيْدِيَهُمْ عَنْ
إِيْدَانِنَا لَمْ يَجْزَ لَنَا قِتَالُهُمْ وَلَا قَتْلُهُمْ﴾ (۲)

آیت مذکورہ بالا کے معنی کے حوالے سے اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس
بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب وہ ہمارے خلاف قتال سے کنارہ کشی اختیار کریں
اور صلح کی خواہش کریں اور اپنے ہاتھ مسلمانوں کی ایذا رسانی سے روک لیں تو
ہمارے لیے ان کے خلاف قتال اور ان کا قتل جائز نہیں۔

اسی طرح سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۲ میں معاہدات و موافقات کا احترام نہ کرنے والوں
اور فتنہ پروروں کو سزا دینے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَأِنْ نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَيْمَةَ
الْكَفْرِ لَا إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝

اور اگر وہ (تم سے پُر امن باہمی تعلقات کے) اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں، (از سر نو جنگ شروع کر دیں) اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم (فتنہ و فساد اور دہشت گردی کا امکان ختم کرنے کے لیے ان) کفر کے سرغنوں سے (دفاعی) جنگ کرو، بے شک ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ (اپنی فتنہ پروری سے) باز آجائیں ۵

اس سے اگلی آیت مبارکہ نمبر ۱۳ میں نقض عہد کرنے والوں، حضور نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے نکالنے والوں اور جنگ و فساد کی ابتداء کرنے والوں کے خلاف قتال کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَلَا تَقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ قَالَ أَلَمْ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

کیا تم ایسی قوم سے جنگ نہیں کرو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں (یعنی معاہدہ امن توڑ کر حالت جنگ بحال کر دی) اور رسول (ﷺ) کو جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ پہلی مرتبہ انہوں نے تم سے (عہد شکنی اور جنگ کی) ابتداء کی، کیا تم ان سے ڈرتے ہو جب کہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو بشرطیکہ تم مومن ہو ۵

۱۔ امام واحدی (م ۴۶۸ھ) مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَأَرَادَ بِنَكْثِ الْيَمِينِ هَهُنَا أَنَّهُمْ نَقَضُوا عَهْدَ الصُّلْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ، وَأَعَانُوا بَنِي بَكْرِ عَلَى خِرَاعَةٍ، وَهُمْ كَانُوا حُلَفَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ^(۱): وَأَرَادَ أَنَّهُمْ قَاتَلُوا حُلَفَاءَ كَخِرَاعَةٍ، فَبَدَأُوا

(۱) ۱۔ بغوی، معالم التنزیل، ۲: ۲۷۲

۲۔ قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۸: ۸۷

۳۔ ابو حیان، البحر المحیط، ۵: ۱۷

۴۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴: ۶۰

بِنَقْضِ الْعَهْدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالسُّدِّيُّ وَمُجَاهِدٌ يَعْنِي بَنِي خُزَاعَةَ
وَذَلِكَ أَنَّ قَرِيشًا أَعَانَتْ بَنِي بَكْرٍ عَلَيْهِمْ (۱)

یہاں قسم توڑنے سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے مقام پر معاہدہ صلح توڑ دیا، اور بنو خزاعہ کے مقابلے میں بنو بکر کی مدد کی۔ بنو خزاعہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیف تھے۔ مفسرین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے حلیفوں بنو خزاعہ کے ساتھ قتال کیا، پس انہوں نے نقض عہد کا آغاز کیا۔ ابن عباس، سدی اور مجاہد نے کہا: اس سے مراد بنو خزاعہ ہیں، اور یہ اس لیے ہوا کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی مدد کی۔

۲۔ حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الَّذِينَ هَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ مِنْ مَكَّةَ وَقَوْلُهُ ﴿وَهُمْ بَدَّءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ قِيلَ الْمُرَادُ بِذَلِكَ يَوْمَ بَدْرٍ وَقِيلَ الْمُرَادُ نَقْضُهُمُ الْعَهْدَ وَقِتَالَهُمْ مَعَ حُلَفَائِهِمْ بَنِي بَكْرٍ لِحُزَاعَةَ أَحْلَافِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى سَارَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ (۲)

جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا ﴿وَهُمْ بَدَّءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یوم بدر ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد کفار مکہ کی عہد شکنی اور اپنے حلیفوں بنو بکر کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کے حلیفوں بنو خزاعہ کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال ان پر چڑھائی کر دی۔

۵۔ شوکانی، فتح القدیر، ۳۴۳:۲

(۱) واحدی، الوسيط في تفسير القرآن المجيد، ۲: ۴۸۱

(۲) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۴۰

۳۔ دارالصلح کے حوالے سے امام جصاص نے 'أحكام القرآن' میں محمد بن الحسن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلم اکثریتی علاقوں میں واقع غیر مسلم شہریوں کی عبادت گاہوں کو سمار کرنے کی سختی سے ممانعت ہے اور ان کا تحفظ اسلامی ریاست کا آئینی فرض ہے۔ امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں:

فِي أَرْضِ الصُّلْحِ إِذَا صَارَتْ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِينَ، لَمْ يُهْدَمْ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ بَيْعَةٍ أَوْ كَيْسَةٍ أَوْ بَيْتٍ نَارٍ. ^(۱)

صلح کی سرزمین پر جب مسلمانوں کا کوئی شہر بن جائے تو اس میں بھی پائے جانے والے گرجے، کلیسے یا آتش کدے ہرگز گرائے نہیں جائیں گے۔

(۳) قیام امن کے لیے صلح جوئی اور مصالحت کو ترجیح

مسلمانوں کو امن و سلامتی کی بحالی کے لیے صلح پر آمادہ کرتے ہوئے سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ. ^(۲)

اور اگر وہ (کفار) صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی اس کی طرف مائل ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ بے شک وہی خوب سننے والا جاننے والا ہے اور اگر وہ چاہیں کہ آپ کو دھوکہ دیں تو بے شک آپ کے لیے اللہ کافی ہے۔

اگر فریق مخالف تمام تر مصالحانہ اور صلح جو رویہ کے باوجود معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کھلی دشمنی پر اتر آئے تو برابری کی بنیاد پر معاہدہ ختم کیا جاسکتا ہے۔ جب تک فریق مخالف معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرے، مسلمانوں کو صبر اور تحمل سے کام لینے کی ہدایت کی

(۱) جصاص، أحكام القرآن، ۵: ۸۳

(۲) الأنفال، ۸: ۶۱-۶۲

گئی ہے، اس ضمن میں ارشاد ہے:

وَأَمَّا تَحَاكُّنَ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْخَائِنِينَ ۝ (۱)

اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو ان کا عہد ان کی طرف برابری کی
بنیاد پر پھینک دیں۔ بے شک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا ۝

اسلام کے دین امن و آشتی اور صلح پسند ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا
ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اگر مشرکوں میں سے بھی کوئی آپ سے پناہ طلب کرے
تو اسے پناہ دے دیں۔ ارشاد باری ہے:

وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَاجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ
ابْلُغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (۲)

اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے
دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے، پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ
اس لیے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے ۝

۳۔ دار العہد (Abode of Treaty)

مصری محقق شیخ ابو زہرہ (۱۸۹۸-۱۹۷۴ء) دار العہد کی تعریف کرتے ہوئے
العلاقات الدولية فی الإسلام میں تحریر کرتے ہیں:

وَهَذِهِ الْبِلَادُ هِيَ الَّتِي كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَهْدٌ. (۳)

(۱) الأنفال، ۵۸:۸

(۲) التوبة، ۶:۹

(۳) أبو زہرہ، العلاقات الدولية فی الإسلام: ۵۸

(دار العہد سے مراد) وہ بلاد ہیں جہاں غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی معاہدہ ہو۔

شیخ ابو زہرہ دونوں ریاستوں (یعنی دار الاسلام اور دار الصلح) کی جانب سے باہمی رضا مندی کے ساتھ شرائط کا اختلاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قوت و ضعف کے لحاظ سے دونوں ریاستوں کی شرائط مختلف ہو سکتی ہیں۔

فَأَهْلُهَا يَفْقِدُونَ صُلْحًا مَعَ الْحَاكِمِ الْإِسْلَامِيِّ عَلَى شُرُوطٍ تُشْتَرَطُ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ، وَهَذِهِ الشُّرُوطُ تَخْتَلِفُ قُوَّةً وَضَعْفًا عَلَى حَسَبِ مَا يَتَرَاضَى عَلَيْهِ الطَّرَفَانِ، وَعَلَى حَسَبِ هَذِهِ الْقَبَائِلِ وَتِلْكَ الدَّوْلَةُ قُوَّةً وَضَعْفًا، وَعَلَى مِقْدَارٍ حَاجَتِهَا إِلَى مُنَاصَرَةِ الدَّوْلَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ. ^(۱)

اس علاقہ (یعنی محاربین) کے حکمران اسلامی حکومتِ وقت کے ساتھ فریقین کی طرف سے قائم کردہ شرائط پر صلح کرتے ہیں۔ یہ شرائط طرفین کی باہم رضا مندی کے مطابق قوت و ضعف کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہیں اور ان قبائل و حکومت کی قوت و ضعف کے لحاظ سے بھی ان میں فرق آ سکتا ہے، اور اسلامی حکومت کی مدد و اعانت کی ضرورت کے مطابق بھی یہ شرائط مختلف ہو سکتی ہیں۔

ائمہ کی ان تصریحات کی روشنی میں دار العہد کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ: وہ سارے غیر اسلامی ممالک جن کا اسلامی ممالک کے ساتھ طویل المیعاد یا مستقل (Long Term or Permanent) امن کا معاہدہ ہو گیا ہو، چاہے وہ کسی شرط Immigration or Citizenship وغیرہ کے ساتھ ہو یا بغیر شرط کے، وہ دار العہد شمار ہوتے ہیں۔

اب مسلم ریاست پر دار العہد سے کیے ہوئے تمام معاہدات و مواثیق کی پاس داری

کرنا ہر حال میں لازم ہے۔

قرآن میں دارالہند سے کیے ہوئے معاہدات کی پاس داری کا حکم

جن مشرک قبائل نے مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی نہیں کی اور ریاست مدینہ کے خلاف کوئی سازش نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ان کے معاہدات (treaties) کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو۔ سورہ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ (۱)

سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا، پھر انہوں نے تمہارے ساتھ (اپنے عہد کو پورا کرنے میں) کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی کی مدد (یا پشت پناہی) کی، سو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو، بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے ۝

امام واحدی (م ۴۶۸ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: ﴿إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾. قَالَ الْمُفَسِّرُونَ: اسْتَشْنَى اللَّهُ طَائِفَةً وَهُمْ بَنُو ضَمْرَةَ هِيَ مِنْ كِنَانَةَ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ بِإِتِمَامِ عُهُودِهِمْ، وَكَانَ قَدْ بَقِيَ لَهُمْ مِنْ مُدَّةِ عَهْدِهِمْ تِسْعَةُ أَشْهُرٍ. وَقَوْلُهُ: ﴿ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا﴾ أَيُّ مِنْ شُرُوطِ الْعَهْدِ ﴿وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا﴾ لَمْ يُعَاوَنُوا عَلَيْكُمْ عَدُوًّا، ﴿فَأَتِمُوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ﴾ أَيُّ إِلَىٰ

انْقِصَاءِ مُدَّتِهِمْ^(۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان - ﴿الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا - کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ کا استثناء فرمایا اور وہ بنو ضمرہ ہیں جو کہ کنانہ کا ایک قبیلہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے معاہدات کو پورا کرنے کا حکم دیا، کیوں کہ ان کے معاہدہ کی مدت ختم ہونے میں ابھی نو ماہ باقی تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُواكُمْ شَيْئًا﴾ پھر انہوں نے تمہارے ساتھ (اپنے عہد کو پورا کرنے میں) کوئی کمی نہیں کی، یعنی معاہدہ کی شرائط میں سے ﴿وَلَمْ يَظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا﴾ اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی کی مدد (یا پشت پناہی) کی، یعنی انہوں نے آپ کے خلاف کسی (دشمن) کی مدد نہیں کی ﴿فَاتِمُوا إِلَيْهِمْ عَاهِدَهُمْ إِلَى مُدَّتِهِمْ﴾ سو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو، یعنی ان کی مدت کے ختم ہونے تک۔

بعد ازاں دوبارہ اسی سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلم حکومت کے غیر اسلامی حکومت کے ساتھ کیے گئے عہد کو پورا کرنے کی تلقین کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِينَ ۝ (۲)

(بھلا) مشرکوں کے لیے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (ﷺ) کے ہاں کوئی عہد کیونکر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بے شک اللہ پر ہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے ۝

(۱) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد، ۲: ۴۷۹

(۲) التوبة، ۷: ۷۷

اسلام کے دین امن و سلامتی ہونے کی اس سے بڑی اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ مدینہ کے مسلمانوں کو اس وقت تک اہل مکہ کے خلاف قوت کے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی جب تک ریاست مکہ نے خود معاہدہ حدیبیہ کو توڑ کر ریاست مدینہ کے حلیفوں پر حملہ کر کے قتل عام نہیں کیا۔

سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلم قوموں سے دو طرح کے معاہدے کیے تھے:

(۱) موقت معاہدہ (timed treaty)

(۲) مطلق معاہدہ (general treaty)

(۱) موقت اور طویل المیعاد معاہدہ (Timed & long term treaty)

موقت اور طویل المیعاد معاہدہ کی مثال صلح حدیبیہ (Pact of Hudaibiyya) ہے جو ریاست مدینہ اور ریاست مکہ کے درمیان ۶ھ میں طے پایا۔ اس امن معاہدہ کی رو سے مسلمانوں اور اہل مکہ کے مابین دس سال تک کے لیے جنگ بندی (10-year no war pact) کا اعلان کر دیا گیا۔ اس طرح دونوں ریاستوں کو معاہدہ کا پابند کر کے ان کے درمیان حالت جنگ (state of war) کو معطل کر دیا گیا۔

۱۔ امام شافعی (۱۵۰-۲۰۴ھ) صلح حدیبیہ کے اس موقت اور طویل المیعاد معاہدہ کے دورانیہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كَانَتْ الْهُدْنَةُ بَيْنَهُمَا عَشْرَ سِنِينَ. (۱)

آپ ﷺ اور اہل مکہ کے درمیان یہ صلح کا معاہدہ دس سال کے لیے تھا۔

سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ:

(۱) ۱۔ شافعی، الأم، ۴: ۱۸۹

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۲۲۱

أَنَّهُمْ اصْطَلَحُوا عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِينَ يَأْمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ وَعَلَى
أَنْ بَيْنَنَا عَيْبَةٌ مَكْفُوفَةٌ وَأَنَّهُ لَا إِسْلَاحَ وَلَا إِغْلَاحَ^(۱)

انہوں (یعنی قریش) نے صلح کی کہ دس سال تک لڑائی بند رکھیں گے۔ لوگ اس مدت میں امن سے رہیں گے اور فریقین کے دل صاف رہیں گے اور نہ چھپ کر بدخواہی کی جائے گی اور نہ علی الاعلان کی جائے گی۔

۲۔ علامہ ابن القیم حنبلی (۶۹۱-۷۵۱ھ) نے بھی مسلمانانِ مدینہ اور اہلیانِ مکہ کے مابین جنگِ بندی (ceasefire) کے اس معاہدہ کے متعلق زاد المعاد فی ہدیہ خیر العباد میں لکھا ہے:

وَجَرَى الصُّلْحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَهْلِ مَكَّةَ عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ
سِنِينَ^(۲)

مسلمانوں اور اہل مکہ کے درمیان جنگِ بندی کا یہ معاہدہ دس سال کے لیے موثر قرار پایا۔

اس معاہدہ کی رو سے ریاستِ مدینہ دار الاسلام (Abode of Islam) اور ریاستِ مکہ دار العہد (Abode of Treaty) قرار پائے۔ اس معاہدہ کی ریاستِ مدینہ نے پابندی کی تا آنکہ قریش نے خود اس کو توڑ دیا۔

۳۔ ریاستِ مکہ کی طرف سے معاہدہٴ حدیبیہ کی خلاف ورزی (violation) کی تفصیل امام عبد الملک بن ہشام (م ۲۱۸ھ) سیرت ابن ہشام میں امام ابن اسحاق (م ۱۵۱ھ) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

(۱) أبو داود، السنن، کتاب الجہاد، باب فی الصلح العدو، ۳: ۸۶، الرقم:

(۲) ابن القیم، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، ۳: ۲۹۹

فَلَمَّا تَظَاهَرْتَ بُنُو بَكْرٍ وَقُرَيْشٌ عَلَى خِزَاعَةٍ، وَأَصَابُوا مِنْهُمْ مَا أَصَابُوا،
وَنَقَضُوا مَا كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ بِمَا
اسْتَحْلَوْا مِنْ خِزَاعَةٍ، وَكَانُوا فِي عَقْدِهِ وَعَهْدِهِ. ^(۱)

جب بنو بکر (مشرکین مکہ کے حلیف) اور قریش نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قتل و غارت
گری کی اور انہوں نے بنو خزاعہ جو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیف تھے، پر حملہ کر کے
اس عہد و پیمان کو توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان قائم تھا۔

۴۔ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (۲۲۴-۳۱۰ھ) نے بھی مشرکین مکہ کی طرف سے
معاهدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کا تذکرہ اپنی تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن میں کیا ہے
کہ اہلیان مکہ معاهدہ پر قائم نہ رہے اور انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیف بنو خزاعہ کے
خلاف قریش کے حلیف قبیلہ بنو بکر کی مدد کر کے معاهدہ توڑ دیا۔ ^(۲)

۵۔ امام ابو حسن علی بن احمد واحدی (م ۴۶۸ھ) سورة التوبة کی آیت نمبر ۸ - لَا يَرْفُئُونَ
فِي مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَا ذِمَّةً وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ۝ نہ وہ کسی مسلمان کے حق میں قرابت کا
لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد کا، اور وہی لوگ (سرکشی میں) حد سے بڑھنے والے ہیں ۝ - کی تفسیر
میں مشرکین کی عہد شکنی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

﴿وَتَأْتِي قُلُوبُهُمْ﴾ الْوَفَاءُ بِهِ، ﴿وَأَكْثَرُهُمْ فَسِقُونَ﴾ عَادِرُونَ نَاقِضُونَ
لِلْعَهْدِ. ^(۳)

ان کے دل اس معاهدہ کو نبھانے سے گریزاں ہیں اور ان کی اکثریت قانون شکنی
کرنے والوں، خیانت کرنے والوں اور معاهدہ توڑنے والوں کی ہے۔

(۱) ابن ہشام، السيرة النبوية، ۵: ۴۸

(۲) طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۰: ۸۲

(۳) واحدی، الوجیز فی تفسیر الكتاب العزیز، ۱: ۴۵۴-۴۵۵

(۲) مطلق معاهداتِ امن و صلح (General Treaty)

i۔ میثاقِ مدینہ (Pact of Medina) کی اہم ترین خصوصیات

ذیل میں میثاقِ مدینہ کی چند شقیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ کائناتِ انسانی کے پہلے تحریری دستور (first written constitution) کے امتیازات و خصائص واضح ہو سکیں:

۱۔ ریاستی سطح پر تمام طبقاتِ مدینہ کا اتحاد قائم کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیگر تمام لوگوں کے مقابل ان کی الگ ایک سیاسی وحدت (political unity) ہوگی۔

إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ. ^(۱)

تمام (دنیا کے دیگر) لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (قومیت) ہوگی۔

۲۔ مسلمانوں کے الگ سیاسی تشخص (political unity) اور مواخات (brotherhood) کو قائم کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

وَأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ مَوَالِي بَعْضٍ دُونِ النَّاسِ. ^(۲)

اور ایمان والے بقیہ لوگوں کے مقابل باہم بھائی بھائی ہیں۔

۳۔ ریاستِ مدینہ کے نظم اور writ کو تسلیم کرنے والے یہود کو مدد و اعانت اور عدل و مساوات کی ضمانت دیتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُودٍ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأُسُوءَةَ غَيْرَ مَظْلُومٍ وَلَا مُتَنَاصِرٍ

(۱) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۲

۲۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۴

(۲) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۳

۲۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۵

(۱) عَلَیْهِمْ

اہل یہود میں سے جو کوئی ہماری حکومت تسلیم کرے گا تو اسے مدد اور مساوات حاصل ہوگی، ان پر ظلم نہ کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف (کسی گروہ کی) کوئی مدد کی جائے گی۔

۴۔ میثاق مدینہ کے پہلے آرٹیکل میں مسلمانوں اور یہود کو ایک دوسرے کا حلیف کہا گیا ہے، جبکہ آرٹیکل ۲۸ میں یہودیوں اور دیگر تمام قبائل کو جداگانہ تشخص اور لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ فرما کر دینی و مذہبی آزادیاں (religious freedom) عطا کی گئیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا:

إِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ، إِلَّا مَنْ ظَلَمَ أَوْ آثَمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتَغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ. (۲)

بنو عوف کے یہودی، اہل ایمان کے ساتھ ایک سیاسی وحدت تسلیم کیے جاتے ہیں، یہودیوں کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین، موالی ہوں یا اصل، ہاں جو ظلم یا گناہ کرے گا تو وہ اپنے نفس اور اپنے اہل خانہ کے علاوہ کسی کو ہلاک نہیں کرے گا۔

استحکام ریاست اور قیام امن کے لیے سیاسی وحدت (Political unity) کی تشکیل

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۱) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۳

۲۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۵

(۲) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۴

۲۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۵

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَىٰ أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَىٰ عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَىٰ أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلَىٰ أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ. (۱)

کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے، نہ کسی سرخ کو سیاہ پر اور نہ کسی سیاہ کو سرخ پر فضیلت حاصل ہے، فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

آپ ﷺ نے تمام طبقات کی سماجی اور سیاسی آزادیوں (socio-political freedom) اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَقْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ. (۲)

اور ہر گروہ اپنے قیدی کو مسلمانوں کے درمیان میں عدل و انصاف کے ساتھ فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

حضور ﷺ نظریہ وحدت (Concept of Integration) کے بانی ہیں

آپ ﷺ نے مذہبی، لسانی اور نسلی اختلافات کے باوجود تمام طبقات کو الگ الگ جماعتوں کی بجائے ایک اُمتِ واحدہ میں متحد کر دیا۔ اس طرح آپ نظریہ وحدت (concept of integration) کے بانی ہیں۔ ہم آج ہر طبقے کے لیے مذہبی، سماجی، معاشرتی اور ثقافتی

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۱۱، الرقم: ۲۳۵۳۶

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۵: ۸۶، الرقم: ۴۷۴۹

۳۔ بیہقی، شعب الإيمان، ۴: ۲۸۹، الرقم: ۵۱۳۷

(۲) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۲

۲۔ بیہقی، السنن الكبرى، ۸: ۱۰۶، الرقم: ۱۶۱۴۷-۱۶۱۴۸

۳۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۴

۴۔ ڈاکٹر حمید اللہ، الوثائق السياسية: ۴۲

آزادی کی بات کر رہے ہیں جبکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے چودہ صدیاں قبل نہ صرف یہود سمیت تمام قبائل کو مذہبی آزادی عطا کی بلکہ ساتھ ہی انہیں إِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ^(۱) فرما کر مسلمانوں کے ساتھ ایک اُمتِ واحدہ میں پرو بھی دیا۔

بین المذاہب رواداری کی تشکیل میں میثاقِ مدینہ کا کردار

حضور نبی اکرم ﷺ نے میثاقِ مدینہ (Pact of Medina) کی صورت میں ایک ایسی آئینی دستاویز (constitutional document) عطا فرمائی جسے تاریخِ انسانی میں سب سے پہلے لکھے جانے والے آئین کا درجہ حاصل ہے۔ اسے 'صحیفہ' کا نام دیا گیا۔ اس آئینی دستاویز کو کتابِ المودعہ کا ٹائٹل بھی دیا گیا ہے۔ اس کا معنی ہے: 'معاہدہ امن'، 'معاہدہ عدم جارحیت'، 'پر امن بقائے باہمی کا معاہدہ'، 'معاہدہ دوستی'، 'معاہدہ مذمتِ تشدد'، 'معاہدہ ضمانتِ باہمی سلامتی'۔ مختصر یہ کہ ثقہ علماء نے جتنے مطالب بھی بیان کیے ہیں ان کا مرکزی مفہوم امن و سلامتی، تحفظ اور عدم تشدد ہے۔ میثاقِ مدینہ کے اس پہلے تحریری دستور سے ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی مدنی زندگی کا آغاز معاہدہ عدم تشدد سے فرمایا۔

ii۔ معاہدہٴ نجران (Pact of Najran)

حضور نبی اکرم ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے ایک معاہدہ کیا تھا جس میں ان کی جان اور مال کے حفاظت کی ذمہ داری لی گئی تھی۔ عہدِ نبوی میں اہلِ نجران سے ہونے والا معاہدہ مذہبی تحفظ اور آزادی کے ساتھ ساتھ جملہ حقوق کی حفاظت کے تصور کی عملی وضاحت کرتا ہے۔ اس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ تحریری فرمان جاری فرمایا تھا:

وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهَا ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ، عَلَى دِمَائِهِمْ
وَأَنْفُسِهِمْ وَأَرْصِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَرَهْبَانِيَّتِهِمْ وَأَسَاقِفَتِهِمْ وَغَائِبِهِمْ
وَشَاهِدِهِمْ وَغَيْرِهِمْ وَبَعْنِهِمْ وَأَمْنِيَّتِهِمْ، لَا يُعَيَّرُ مَا كَانُوا عَلَيْهِ، وَلَا يُعَيَّرُ

حَقٌّ مِنْ حُقُوقِهِمْ وَأَمْثَلَتِهِمْ، لَا يُفْتَنُ أُسْقُفٌّ مِنْ أُسْقُفِّيَّتِهِ، وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَّتِهِ، وَلَا وَاقِفٌ مِنْ وَقَافِيَّتِهِ، عَلَى مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ مِنْ قَلِيلٍ أَوْ كَثِيرٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ رَهَقٌ.^(۱)

اللہ اور اُس کے رسول محمد ﷺ، اہل نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے اُن کے خون، ان کی جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کے راہبوں اور پادریوں، ان کے موجود اور غیر موجود افراد، ان کے مویشیوں اور قافلوں اور اُن کے استھان (مذہبی ٹھکانے) وغیرہ کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔ جس دین پر وہ ہیں اس سے ان کو نہ پھیرا جائے گا۔ ان کے حقوق اور اُن کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی۔ نہ کسی پادری کو، نہ کسی راہب کو، نہ کسی سردار کو اور نہ کسی عبادت گاہ کے خادم کو۔ خواہ اس کا عہدہ معمولی ہو یا بڑا۔ اس سے نہیں ہٹایا جائے گا، اور ان کو کوئی خوف و خطر نہ ہوگا۔

حضور ﷺ نے اپنے مواثیق، معاهدات اور فرامین کے ذریعے معاہدین کے تحفظ کو آئینی اور قانونی حیثیت (constitutional & legal status) عطا فرمائی۔^(۲)

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوا کہ صلح اور امن کے معاہدوں کے ہوتے ہوئے بہت سے غیر اسلامی ممالک کو دار الحرب قرار دینا کسی صورت بھی جائز نہیں۔ ایسے ممالک دار العہد (Abode of Treaty) میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ملک و ریاست کی اجازت کے بغیر

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۸۸، ۳۵۸

۲۔ أبو یوسف، کتاب الخراج: ۷۸

۳۔ أبو عیبید قاسم، کتاب الأموال: ۲۴۴-۲۴۵، رقم: ۵۰۳

۴۔ ابن زنجویہ، کتاب الأموال: ۴۴۹-۴۵۰، رقم: ۷۳۲

۵۔ بلاذری، فتوح البلدان: ۷۶

(۲) ابن زنجویہ، کتاب الأموال: ۴۵۰-۴۵۱، رقم: ۷۳۲

خروج و بغاوت، افرادِ معاشرہ کو بلا امتیاز قتل کرنے والوں اور دارِ العہد سے کیے ہوئے معاہدات کو توڑنے والوں کو مَاتِ مِیْتَةِ جَاهِلِیَّةٍ کہہ کر گمراہ (misguided) قرار دیا اور فَلِیْسِ مِنِّیٰ فرما کر اُمتِ مسلمہ سے خارج کر دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسے فتنہ پروروں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِیْتَةِ جَاهِلِیَّةٍ، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِیَّةٍ یُعْضِبُ لِعَصْبَةٍ أَوْ یَدْعُو إِلَى عَصْبَةٍ أَوْ یَنْصُرُ عَصْبَةً فَقُتِلَ فِقْتَلَهُ جَاهِلِیَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِی یَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا یَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا یَقِی لِدِی عَهْدٍ عَهْدُهُ فَلِیْسَ مِنِّیٰ وَلَسْتُ مِنْهُ. (۱)

جو شخص مسلم ریاست کے نظمِ اجتماعی سے نکل جائے (یعنی اس کی اتھارٹی کو چیلنج کرے) اور اجتماعیت کو چھوڑ کر الگ گروہ بنا لے۔ پھر وہ مرجائے تو (سمجھ لیجیے کہ) وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جو شخص اندھی تقلید میں کسی کی زیر قیادت جنگ کرے یا کسی عصبیت کی بناء پر غضب ناک ہو یا عصبیت کی طرف دعوت دے یا عصبیت کی خاطر جنگ کرے اور مارا جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور جس شخص نے میری اُمت پر خروج کیا اور (ریاست سے بغاوت کر کے الگ لشکر اور جتھے بنا کر پلا امتیاز) نیک اور برے سب لوگوں کو قتل کیا، کسی مومن کا لحاظ کیا نہ کسی سے کیا ہوا عہد پورا کیا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میرا اُس سے کوئی تعلق ہے (یعنی وہ

(۱) ۱- مسلم، الصحيح، کتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة

المسلمین عند ظهور الفتن، ۳: ۱۴۷۶-۱۴۷۷، رقم: ۱۸۴۸

۲- أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۹۶، ۴۸۸

۳- نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب التغلیظ فیمن قاتل تحت

راية عمية، ۴: ۱۲۳، رقم: ۴۱۱۴

میری اُمت سے نہیں اور نہ ہی میں اس کے لیے رحیم و شفیع ہوں گا۔

فرمان نبوی - وَلَا يَفِي لِدِي عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ - واضح کر رہا ہے کہ آپ ﷺ نے اُمن و صلح کے معاہدات کے ہوتے ہوئے دارالہمد (Abode of Treaty) کے خلاف مسلح کاروائی کرنے والے کو اپنی امت سے خارج کر دیا ہے۔

۴۔ دارالامن (Abode of Peace)

موجودہ عصری تناظر میں ہمارے نزدیک دارالامن کی تعریف یہ ہے:

وہ غیر اسلامی ممالک جن کے ساتھ کبھی نہ معاندانہ (hostile) تعلق رہا نہ محاربانہ، نہ کبھی کوئی معاہدہ امن (treaty of peace) ہوا نہ دشمنی، اور نہ کبھی کسی معاہدے کی نوبت آئی تو ایسے غیر جانبدار ممالک دارالامن (abode of peace) شمار ہوں گے۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ دارالحرب (abode of war) صرف وہ ملک کہلاتا ہے جس کے ساتھ براہ راست کسی ملک کی جنگ ہو رہی ہو۔ اس کے علاوہ باقی جتنے ممالک ہیں وہ اقوام متحدہ (UN) کے معاہدہ امن (treaty of peace) کے ذریعے دارالحرب نہیں بلکہ دارالہمد اور دارالامن ہیں۔ موجودہ زمانے میں اقوام متحدہ کے تحت تمام ممالک بشمول امریکہ، برطانیہ اور دیگر غیر مسلم ممالک، دارالامن اور دارالہمد ہیں۔

ائمہ احناف کے نزدیک دارالاسلام کا اطلاق

ائمہ احناف نے تو ایسے غیر اسلامی حربی یا غیر حربی ممالک کو بھی مجازاً دارالاسلام سے تعبیر کیا ہے جہاں مسلمانوں کو شعائر اسلام (Signs of Islam) پر عمل کرنے کی عام اجازت ہو۔ ان کے نزدیک کوئی بھی غیر اسلامی ملک اس وقت دارالاسلام بن جاتا ہے جب وہاں اسلامی احکام ظاہر ہو جائیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک دار الاسلام کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ جہاں مسلمان رہتے ہوں اور نہ ہی دار الکفر کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں کافر رہتے ہوں۔ ائمہ احناف کے نزدیک دار کی اسلام اور کفر کی طرف نسبت سے مقصود، خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود حالت امن اور خوف ہے۔ یعنی احکام کا اطلاق امن اور خوف کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ اسلام اور کفر کی بنیاد پر۔ اس حوالے سے امام کاسانی کی بدائع الصنائع کی مطلوبہ عبارت ملاحظہ کریں:

وَجَهْ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْ إِضَافَةِ الدَّارِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالْكَفْرِ
لَيْسَ هُوَ عَيْنُ الْإِسْلَامِ وَالْكَفْرِ، وَإِنَّمَا الْمَقْصُودُ هُوَ الْأَمْنُ وَالْخَوْفُ. (۱)

امام ابو حنیفہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ دار کی اسلام اور کفر کے ساتھ اضافت سے مقصود خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود امن اور خوف ہے (یعنی دار الاسلام سے مراد فقط 'دار الامن' ہے اور دار الکفر کا معنی 'دار الخوف' ہے)۔

امام اعظم کے نزدیک یہ تقسیم کہ یہ دار الاسلام یا اسلام کا گھر ہے اور یہ کفر کا گھر ہے، سے مراد ہرگز مذہب اسلام یا کفر نہیں ہے، بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر وہ ملک جہاں مسلمانوں کو امن و سلامتی میسر ہو اسے دار الاسلام کہتے ہیں اور ہر وہ ملک جہاں مسلمانوں یا غیر مسلموں کو امن و سلامتی کی ضمانت نہیں ملتی اسے دار الکفر کہا جاتا ہے۔ یعنی دار الاسلام اور دار الکفر کا امتیاز مذہب کی بنیاد پر نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا انحصار اس پر ہے کہ وہاں رہنے والے لوگوں کو امن و سلامتی اور تحفظ و آزادی حاصل ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا:

وَالْأَحْكَامُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْأَمَانِ وَالْخَوْفِ لَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْكَفْرِ. (۲)

احکام کا اطلاق امن اور خوف کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ عقیدہ اسلام اور عقیدہ کفر کی بنیاد

پر۔

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۴: ۱۳۱

(۲) کاسانی، بدائع الصنائع، ۴: ۱۳۱

لہذا 'آمان' اور 'خوف' کا اعتبار کرنا اولیٰ ہے۔ جب تک مسلمانوں کو امان حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور وہاں جو پہلے سے اُمن قائم تھا وہ برقرار ہے تو وہ دار الکفر نہ بنے گا۔

نفس مسئلہ پر چند ائمہ احناف کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

۱۔ امام علاء الدین کاسانی حنفی (م ۵۸۷ھ) اسلامی احکام کے ظہور (یعنی تعلیمات اور شعائر اسلامی پر عمل کی آزادی) کی بنیاد پر غیر اسلامی ملک کو دار الاسلام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَنَقُولُ لَا خِلَافَ بَيْنَ أَصْحَابِنَا فِي أَنَّ دَارَ الْكُفْرِ تَصِيرُ دَارَ إِسْلَامٍ بِظُهُورِ أَحْكَامِ الْإِسْلَامِ فِيهَا. (۱)

ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے درمیان اس امر پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کوئی بھی غیر اسلامی ملک اس وقت دار الاسلام بن جاتا ہے جب وہاں اسلامی احکام ظاہر ہو جائیں۔

۲۔ علامہ علاء الدین حصکفی (م ۸۸۰ھ) کے نزدیک بھی اگر کسی ملک میں اصلاً غیر مسلموں کی اکثریت ہو اور وہ علاقہ کسی مسلم ملک سے ملا ہوا بھی نہ ہو، تب بھی اگر کسی ایسے غیر اسلامی ملک میں اسلامی احکام کا اظہار ہو جائے تو وہ ملک دار الاسلام (abode of Islam) ہو جاتا ہے۔

دَارُ الْحَرْبِ تَصِيرُ دَارَ الْإِسْلَامِ بِاجْتِرَاءِ أَحْكَامِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيهَا كَجُمُعَةٍ وَعِيدٍ، وَإِنْ بَقِيَ فِيهَا كَافِرٌ أَصْلَبُ وَإِنْ لَمْ تَتَّصِلْ بِدَارِ الْإِسْلَامِ. (۲)

کسی غیر اسلامی غیر حربی ملک میں اگر اسلامی احکام مثلاً جمعہ اور عیدین کا اجراء ہو

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۴: ۱۳۰

(۲) حصکفی، الدر المختار، ۳: ۱۷۵

جائے تو وہ دارالاسلام ہو جاتا ہے، اگرچہ وہاں اصلاً غیر مسلم باقی رہیں اور وہ علاقہ کسی مسلم ملک سے بھی نہ ملا ہو۔

۳۔ بعینہ یہی تعریف علامہ عبد الرحمن بن شیخ محمد بن سلیمان المعروف شیخ زادہ (م ۱۰۷۸ھ) نے 'مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر' (۲: ۴۵۵) میں کی ہے۔

۴۔ موجودہ دور کی صورتحال کے تناظر میں اسی نقطہ نظر کو شیخ ابو زہرہ (۱۸۹۸-۱۹۷۷ء) نے بھی العلاقات الدولية فی الإسلام میں بیان کیا ہے۔ ان کے نزدیک موجود دور میں ساری دنیا ایک بین الاقوامی نظام کے تحت مجتمع ہے۔ اس عالمی قانون پر عمل پیرا ہونا دراصل اسلام کے اصول ایفاء عہد کے مطابق ہے۔ لہذا UN سے وابستہ تمام غیر اسلامی ممالک کو ابتداء ہی سے دارحرب شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں دارالعہد گردانا جائے گا، سوائے اس ملک سے جس کے ساتھ مسلم ریاست کی براہ راست جنگ ہو رہی ہو، وہ لکھتے ہیں:

إِنَّهُ يَجِبُ أَنْ يُلَاحَظَ أَنَّ الْعَالَمَ الْآنَ تَجْمَعُهُ مُنْظَمَةٌ وَاحِدَةٌ قَدْ التَزَمَ كُلُّ أَعْضَائِهَا بِقَانُونِهَا وَنَظْمِهَا، وَحُكْمِ الْإِسْلَامِ فِي هَذِهِ: أَنَّهُ يَجِبُ الْوَفَاءُ بِكُلِّ الْعُهُودِ وَالْإِتِرَافَاتِ الَّتِي تَلْتَزِمُهَا الدُّوَلُ الْإِسْلَامِيَّةُ عَمَلًا بِقَانُونِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ الَّذِي قَرَّرَهُ الْفُرْآنُ الْكَرِيمُ، وَعَلَى ذَلِكَ لَا تُعَدُّ دِيَارُ الْمُخَالِفِينَ الَّتِي تَنْتَمِي لِهَذِهِ الْمُنَاسَسَةِ الْعَالَمِيَّةِ دَارَ حَرْبٍ ابْتِدَاءً، بَلْ تُعْتَبَرُ دَارَ عَهْدٍ. (۱)

(بلاد کے) اس قانون میں غور و خوض کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ موجودہ دور میں ساری دنیا ایک عالمی نظام کے تحت مجتمع ہے اس کے تمام اراکین اس نظام کے قانون اور نظم و ضبط کے پابند ہیں۔ اس متحدہ نظم میں اسلام کا حکم یہ ہے کہ جن معاہدات اور پابندیوں میں اسلامی ممالک نے اپنے آپ کو پابند کیا ہے، عملاً ان کو ہر حال میں پورا کریں۔ اس قانون پر عمل پیرا ہونا دراصل اُس عہد کو پورا کرنا ہے جس کو قرآن کریم

نے مقرر کیا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر وہ تمام غیر اسلامی ممالک جو اس عالمی تنظیم (UN) سے وابستہ ہیں، کو ابتداء ہی سے دار حرب شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں دار العہد گردانا جائے گا۔

ان کی مراد قرآن حکیم کی درج ذیل آیت ہے:

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ (۱)

سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ (اپنے عہد کو پورا کرنے میں) کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی کی مدد (یا پشت پناہی) کی سو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو، بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے ۝

ہمارے ہاں آج کل علم سے کتنی غفلت ہے کہ اکابر فقہائے اسلام کسی غیر اسلامی ملک کو اسلامی ملک شمار کرنے کے لیے اتنی چھوٹ دیتے ہیں جبکہ چند دہشت گرد اپنی کم فہمی اور شریعت اسلامیہ سے دوری کے باعث وہاں خونریزی اور قتل و غارت گری کے فتاویٰ جاری کرتے ہیں۔ اگر ان غیر اسلامی ممالک امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ کو دار العہد یا دار الامن کی بجائے دار الحرب قرار دے دیا جائے گا تو وہاں لاکھوں مسلمانوں کا رہنا جائز نہیں ہوگا، ان کے لیے ان ممالک سے شرعی طور پر ہجرت واجب ہو جائے گی۔

۵۔ دار الحرب (Abode of War)

غیر اسلامی ممالک میں سے کسی ملک کا دار الحرب ہونا ایک استثنائی صورت ہے۔ ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں کہ دار الحرب صرف وہ ملک کہلاتا ہے جس کے ساتھ براہ راست کسی

مسلم ملک کی جنگ ہو رہی ہو۔ اس کے علاوہ باقی جتنے ممالک ہیں وہ اقوام متحدہ (UN) کے معاہدہ امن (international treaty of peace) کے ذریعے دار الحرب نہیں بلکہ دار العہد اور دار الامن ہیں۔

شوافع کے نزدیک دار الحرب کی تعریف کرتے ہوئے سعدی ابو حبیب القاموس الفقہی میں نقل کرتے ہیں:

دَارُ الْحَرْبِ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ: بِلَادُ الْكُفَّارِ الَّذِينَ لَا صَلَاحَ لَهُمْ مَعَ الْمُسْلِمِينَ. (۱)

شوافع کے نزدیک دار الحرب سے مراد وہ غیر اسلامی ممالک (non-Muslim countries) ہیں جن کی مسلمانوں کے ساتھ صلح نہ ہو (بلکہ جنگ ہو)۔

(۱) غیر محاربین کے لیے اسلام کا حکم

اسلام دوران جنگ بھی غیر محارب (non-combatant) لوگوں کے قتل عام کی اجازت نہیں دیتا اور ہر حالت میں خون ناحق کی مذمت کرتا ہے۔ امام مسلم (م ۲۶۱ھ) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ نے غیر محاربین کو عام امان دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ. (۲)

(۱) سعدی ابو حبیب، القاموس الفقہی: ۸۴

(۲) ۱- مسلم، الصحيح، کتاب الجہاد والسير، باب فتح مکہ، ۳: ۱۴۰، رقم: ۷۸۰

۲- أبو داؤد، السنن، کتاب الخراج والإمارة والفيء، باب ما جاء في خبر
مکہ، ۳: ۱۶۲، رقم: ۳۰۲۱

جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اُسے امان ہے، جو شخص ہتھیار پھینک دے اُسے امان ہے اور جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر لے اُسے بھی امان ہے۔

i۔ حکم قرآنی اور غیر محاربین سے حسن سلوک

قرآن و حدیث میں غیر محاربین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کی کثرت سے تلقین موجود ہے۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الدِّينِ لَمْ يُفَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَتَلُواكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (۱)

اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے (یعنی وطن سے) نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور اُن سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے ۝ اللہ تو محض تمہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں (یعنی وطن) سے نکالا اور تمہارے باہر نکالے جانے پر (تمہارے دشمنوں کی) مدد کی۔ اور جو شخص اُن سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں ۝

۱۔ علامہ ابن الجوزی (۵۱۰-۵۷۹ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قَالَ الْمُفَسِّرُونَ: هَذِهِ الْآيَةُ رُخْصَةٌ فِي صَلَةِ الَّذِينَ لَمْ يَنْصَبُوا الْحَرْبَ
لِلْمُسْلِمِينَ وَجَوَازُ بَرِّهِمْ وَإِنْ كَانَتْ الْمَوَالَةُ مُنْقَطِعَةً مِنْهُمْ. (۱)

مفسرین نے کہا ہے: جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوں یہ آیت
مبارکہ ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنے پر رخصت اور جواز فراہم کرتی ہے اگرچہ
ان سے ترک موالاة ہو چکا ہو۔

۲۔ امام قرطبی (۲۸۴-۳۸۰ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ
مسلمانوں کے ساتھ عداوت اور قتال نہ کریں یہ آیت ان سے بھلائی کی تلقین کرتی ہے، وہ لکھتے
ہیں:

هَذِهِ الْآيَةُ رُخْصَةٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فِي صَلَةِ الَّذِينَ لَمْ يُعَادُوا الْمُؤْمِنِينَ وَلَمْ
يُقَاتِلُوهُمْ. (۲)

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ عداوت
اور قتال نہ کریں ان سے بھلائی کی جائے۔

۳۔ حافظ ابن کثیر (۷۴۴ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

أَيُّ لَا يَنْهَاهُمْ عَنِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْكَفَرَةِ الَّذِينَ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ
يُظَاهِرُوا أَيُّ يُعَاوَنُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ كَالنِّسَاءِ وَالضَّعْفَةِ مِنْهُمْ. (۳)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اُن غیر مسلموں سے بھلائی کرنے سے منع نہیں فرماتا جو تم سے
دین کے بارے میں جنگ نہیں کرتے اور نہ وہ تمہاری خواتین و ضعیف افراد کو ان

(۱) ابن جوزی، زاد المسیر، ۸: ۲۳۷

(۲) قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۱۸: ۵۹

(۳) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴: ۳۵۰

کے ملک سے نکالنے میں دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔

ii۔ غیر محاربین کے ساتھ ریاست مدینہ کا مشفقانہ طرز عمل

نفسِ مسئلہ کے درست فہم کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ایک واقعہ قارئین کی نظر کرنا ضروری ہے۔ یہ اُس دور کا واقعہ ہے جب آپ ﷺ ریاستِ مدینہ کے حکمران (head of state) تھے اور مکہ دارالہد تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے جود و کرم اور لطف و احسان کے ذریعے اہلیانِ مکہ کے سینوں میں موجود پتھر کی سلوں کو حساس دلوں میں بدل کر رکھ دیا۔

۱۔ نام ورمورخ امام یعقوبی (م ۲۷۴ھ) اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِشَعِيرٍ ذَهَبٍ وَقِيلَ نَوَى ذَهَبٍ مَعَ عُمَرُو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ وَأَمْرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَسَهْلٍ بْنِ عُمَرُو وَيُفَرِّقَهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا. فَاُمْتَنَعَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ وَسَهْلُ بْنُ عُمَرُو مِنْ أَخْذِهِ، وَأَخَذَهُ أَبُو سُفْيَانَ كُلَّهُ وَفَرَّقَهُ عَلَى فُقَرَاءِ قُرَيْشٍ. (۱)

آپ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کے ہاتھ انہیں سونے کی ڈلیاں بھجوائیں اور اسے حکم دیا کہ یہ سارا مال ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ بن خلف اور سہل بن عمرو کے حوالے کر دینا اور اسے ایک ایک تہائی (تینوں میں) بانٹ دینا۔ صفوان بن امیہ اور سہل بن عمرو نے اسے لینے سے انکار کیا تو ابوسفیان نے یہ سارا مال لے کر فقراءِ قریش میں تقسیم کر دیا۔

۲۔ شمس الائمۃ محمد بن احمد نسری (م ۴۸۳ھ) نے بھی اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں یوں درج کیا ہے:

بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ إِلَى مَكَّةَ حِينَ فُحِطُوا، وَأَمَرَ بِدَفْعِ

ذٰلِكَ اِلٰى اَبِي سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ؛ لِیُفَرِّقَا عَلٰی فُقَرَاءِ اَهْلِ مَكَّةَ. فَقَبِلَ ذٰلِكَ اَبُو سَفْيَانَ، وَابْنُ صَفْوَانَ. (۱)

جس وقت مکہ میں قحط پڑا تو رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں پانچ سو دینار بھیجے اور یہ مال ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن اُمیہ کو دینے کا حکم دیا تاکہ وہ دونوں اسے اہل مکہ کے فقراء میں تقسیم کر دیں، پس اس امداد کو ابو سفیان نے قبول کر لیا جبکہ صفوان نے انکار کر دیا۔

یہ پہلی اسلامی سلطنت کے پہلے حاکم (The first Head of the first Islamic State) اللہ کے رسول ﷺ کا اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ عمل تھا۔ آپ نے غیر مسلموں کی پُر امن آبادی (civilian population) کی مشکلات میں اُن کی معاشی مدد کی، قحط میں اُن کا ساتھ دیا۔

(۲) مغربی ممالک اور بعض مسلم ممالک میں انسانی حقوق کا جائزہ

جو لوگ ممالک کی تقسیم کرتے ہوئے غیر مسلم ممالک کو دار الکفر اور اسلامی ممالک کو دار الاسلام قرار دیتے ہوئے فتویٰ بازی کرتے ہیں، ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر آپ مبنی بر حقیقت تجزیہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جو مذہبی و معاشرتی اور معاشی و سماجی آزادی مسلمانوں کو مغربی ممالک میں حاصل ہے ان میں سے اکثر benefits اور آزادیاں مسلمانوں کو عالم اسلام کے اکثر ممالک خصوصاً عرب ممالک میں میسر نہیں ہیں۔ اس کے برعکس مغربی دنیا میں آپ کو ہر آزادی حاصل ہے۔ آپ کو سوشل اور معاشی benefits حاصل ہیں۔ اپنے تعلیمی ادارے بنانے کے علاوہ آپ کو مساجد اور اسلامک سنٹرز تعمیر کرنے کی بھی اجازت ہے۔ آپ کو گرانٹس اور دیگر سہولیات بھی میسر ہیں۔ یہ جو کچھ آپ کو میسر ہے یہی تو اسلام ہے۔ فقہائے اسلام کی تعریفات کی روشنی میں یہ سوسائٹی دار السلام ہے۔ لہذا کوئی کلمہ گو مسلمان جو پیغمبر اسلام

کی تعلیمات کو دل سے مانتا ہے اسے دنیا کے کسی کونے میں بھی از خود کسی پرائیویٹ جہاد اور جنگ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۳) اسلام اور عالمی انسانی معاشرہ (human global society)

کی تشکیل

عالمی امن اور باہمی رواداری کے بارے میں اسلام کا پیغام بہت واضح ہے۔ اسلام قیام امن اور عدل و انصاف کا سب سے بڑا داعی ہے۔ لہذا ہمیں انتہا پسندی اور مذہبی جنونیت (religious fanaticism) کے خلاف متحد ہونا ہوگا اور دہشت گردی کی بیخ کنی کرنی ہوگی۔ یہ وہ وقت ہے کہ ہر مسلمان کو امن و آشتی اور محبت و پیار کا علمبردار بننا ہوگا۔ ایک مسلمان سراپا امن ہے، اسے رسول اکرم ﷺ کے پیغام کے ساتھ اٹھنا ہوگا جو کہ عالمی امن کا پیغام ہے۔

اس وقت ہمیں پیغمبر اسلام کی تعلیمات کے مطابق بقائے باہمی کی بنیاد پر ایک عالمی انسانی معاشرہ (global human society) تشکیل دینا ہے۔ ایک ایسا عالمی انسانی معاشرہ جہاں ہم امن، محبت اور رواداری سے رہ سکیں اور باہمی عزت و احترام سے پیش آئیں۔ جہاں پر مذہب، عقیدے اور سماجی نقطہ نظر اور طرز زندگی کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس کو تحفظ حاصل ہو۔

(۴) غیر محاربین کے بارے میں ائمہ و محدثین کا موقف

۱۔ علامہ ابن القیم حنبلی (۶۹۱-۷۵۱ھ) احکام اهل الذمة میں غیر محاربین کے بارے میں صحابہ کرام کے طرز عمل بیان کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں:

فَإِنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَقْتُلُوهُمْ حِينَ فَتَحُوا الْبِلَادَ، وَلَا نَهَمُ لَا يُقَاتِلُونَ، فَاشْبَهُوا الشُّيُوخَ وَالرُّهْبَانَ. (۱)

صحابہ کرام ﷺ کا یہ معمول تھا کہ وہ کسی علاقے کو فتح کر لینے کے بعد ان (زراعت پیشہ) افراد کو قتل نہ کرتے کیونکہ وہ براہ راست جنگ میں شریک نہ ہوتے تھے، پس وہ بوڑھوں اور مذہبی پیشواؤں کے حکم میں ہوتے تھے۔

۲۔ مفتوحہ علاقے کے غیر مسلم افراد کے گھروں میں کام کاج کرنے والے غیر مسلم ملازمین کو نہ تو قتل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان پر کسی قسم کا ٹیکس عائد کیا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کے معاملہ میں یہی شرعی حکم ہے۔ اسی بات کو علامہ ابن القیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کیا ہے:

إِنَّ الْعَبْدَ مُحَقَّقُونَ الدَّمَ فَأَشْبَهَ النِّسَاءَ وَالصَّبِيَّانَ. ^(۱)

گھروں میں کام کاج کرنے والے خدمت گار بھی عورتوں اور بچوں کی طرح محفوظ الدم ہیں۔

۳۔ امام اوزاعی (۸۸-۱۵۷ھ) جنگ میں شریک نہ ہونے والوں کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

لَا يُقْتَلُ الْحُرَّاتُ إِذَا عَلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْمُقَاتِلَةِ. ^(۲)

دوران جنگ زراعت پیشہ افراد کو قتل نہیں کیا جائے گا، اگر یہ معلوم ہو کہ وہ جنگ میں عملاً شریک نہیں۔

۴۔ امام ابن قدامہ حنبلی (۶۲۰ھ) نے المغنی فی فقہ الامام أحمد بن حنبل الشیبانی میں جنگ میں شریک نہ ہونے والے کسانوں اور مزارعین کے بارے میں نقل کیا ہے:

..... ۲۔ ابن القیم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۱۶۵

(۱) ابن القیم، احکام أهل الذمة، ۱: ۱۷۲-۱۷۳

(۲) ۱۔ ابن قدامہ، المغنی، ۹: ۲۵۱

۲۔ ابن القیم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۱۶۵

فَأَمَّا الْفُلَّاحُ الَّذِي لَا يُقَاتِلُ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يُقْتَلَ، لِمَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ فِي الْفُلَّاحِينَ، الَّذِينَ لَا يَنْصُبُونَ لَكُمْ فِي
الْحَرْبِ. ^(۱)

ان کسانوں اور مزارعوں کو قتل کرنا جائز نہیں جو جنگ میں عملاً شریک نہ ہوں، کیونکہ
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ان کسانوں اور مزارعوں
کی نسبت اللہ سے ڈرو جو دورانِ جنگ تمہارے خلاف لڑتے نہیں۔

جب دو ممالک حالتِ جنگ میں ہیں اور جنگ جاری ہے تو دورانِ جنگ غیر متحارب
اور پر امن شہریوں کا قتل اسلام میں حرام ہے کجا یہ بات کہ حالتِ امن میں ان کا خون کیا جائے
اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو جائے جبکہ وہ کسی طرح بھی جنگ میں ملوث نہیں۔

تعلیماتِ قرآن و حدیث، عملِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تصریحاتِ ائمہ و محدثین سے یہ امر
واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ملک کو دار الحرب کے صرف اُن افراد اور افواج کے ساتھ لڑنے کی
اجازت ہے جو براہِ راست جنگ میں شریک (combatant) ہوں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق
غیر محارب لوگ (non-combatant) اور سولیلین آبادی حالتِ جنگ میں بھی محفوظ رہیں گے۔
موجودہ زمانے میں اقوامِ متحدہ کے تحت تمام ممالک بشمول امریکہ، برطانیہ یہاں تک کہ اُن کے
تمام شہری، ریاستیں اور ممالک دارالجمہ، دارالامن اور دارالاسلام میں شمار ہوتے ہیں۔ ہاں اگر کسی
کی اُن کے ساتھ براہِ راست جنگ ہو رہی ہے تو وہ الگ معاملہ ہے۔

(۵) مہاجرین حبشہ کی ریاست حبشہ کے ساتھ وفاداری کی مثال

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور تعلیمات پر غور کریں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض

(۱) ۱۔ ابن قدامة، المغني، ۹: ۲۵۱

۲۔ امام بیہقی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول 'السنن الكبرى' (۹: ۹۱)،

رقم: ۱۷۹۳۸) میں روایت کیا ہے۔

صحابہ کو مکہ سے ایک عیسائی ریاست حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تو اس وقت حبشہ کا بادشاہ عیسائی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ حبشہ کی طرف چلے جاؤ وہاں تمہارے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی۔ وہاں تم اپنے حقوق کا بہترین طریقے سے تحفظ کر سکتے ہو۔ ابن اسحاق نے حضور نبی اکرم ﷺ کے الفاظ یوں روایت کیے ہیں:

لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عَنْدهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضٌ صِدْقٍ، حَتَّى يَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا أَنْتُمْ. فَخَرَجَ عَنْ ذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، مَخَافَةَ الْفِتْنَةِ وَفِرَارًا إِلَى اللَّهِ بِدِينِهِمْ، فَكَانَتْ أَوَّلَ هِجْرَةٍ كَانَتْ فِي الْإِسْلَامِ. (۱)

اگر تم لوگ ملک حبشہ چلے جاؤ تو بہتر ہے، کیوں کہ وہاں کے بادشاہ کی سلطنت میں کسی پر بھی ظلم نہیں ہوتا اور وہ سچائی اور راستی کی سرزمین ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی فرمادے۔ چنانچہ اس حکم نبوی کو سن کر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتنہ سے بچنے اور اپنے دین کی حفاظت کی خاطر حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے، اور یہ تاریخ اسلام میں پہلی ہجرت تھی۔

یہی کلمات سرزمین حبشہ اور نجاشی کے بارے میں امام طبری (۲۲۴-۳۱۰ھ) نے 'تاریخ الأمم والملوک' میں نقل کیے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عَنْدهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضٌ صِدْقٍ. (۲)

(۱) ۱- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۲: ۱۶۴

۲- کلاعی، الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ ﷺ، ۱: ۲۴۰

۳- ذہبی، تاریخ الإسلام، ۱: ۱۸۴

۴- ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۳: ۶۶

(۲) ۱- طبری، تاریخ الأمم والملوک، ۱: ۵۴۷

۲- بدر الدین العینی، عمدۃ القاری، ۷: ۲۶۸

اس ملک کا بادشاہ ایسا ہے کہ اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور یہ سچائی کی سرزمین ہے۔

یہ حدیث اس امر کو واضح کر رہی ہے کہ کس طرح حضور ﷺ ایک عیسائی ریاست اور عیسائی حکمران کی اس کے امن و سلامتی کے رویے کی تحسین فرما رہے ہیں۔ دوسری طرف مہاجرین حبشہ کی ریاست حبشہ کے ساتھ وفاداری کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کچھ شریکوں نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تو حبشہ میں مقیم مہاجرین نے ریاستی نظم میں حصہ لیتے ہوئے باغیوں کے خلاف بادشاہ کی مدد کی، ریاست کے ساتھ وفاداری نہ صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت ہے بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کا حکم بھی ہے۔

اسلام کی تعلیمات تمام خواتین و حضرات سے چاہے وہ برطانوی، امریکن، فرانسیسی، اطالوی، یورپین، ڈینش ہوں یا مہاجر اور تارکین وطن ہوں یہی ہیں کہ وہ سنت رسول پر عمل کریں اور اپنے ملک کے وفادار شہری رہیں۔ اپنے معاشرے کی جائز اور مستحسن کاموں میں مدد و حمایت کریں، قانون کی پاس داری کریں۔ جس ملک سے آپ ملازمت، تنخواہ، مراعات، سماجی و اقتصادی فوائد، پنشن اور میڈیکل سپورٹ جیسے فوائد حاصل کرتے ہیں؛ جہاں آپ کو اپنی زندگی، ذات، کاروبار، عقیدہ و مذہب اور اپنی تہذیبی اور ثقافتی روایات کی آزادی حاصل ہے۔ جہاں آپ آسانی اور آزادی کے ساتھ اپنی مساجد بناتے ہیں۔ جہاں سے آپ فریضہ حج کی ادائیگی پر جاسکتے ہیں۔ جہاں پر آپ صیام و قیام کر سکتے ہیں، جہاں پر اذان دے سکتے ہیں حتیٰ کہ اپنے اسلامی چینلوں چلا سکتے ہیں۔ الغرض ہر وہ کام جو آپ کا دل چاہے کر سکتے ہیں، جہاں آپ اپنے ملک سے زیادہ حقوق و مراعات لے سکتے ہیں، میں ایسے تمام ممالک کے بارے میں پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ تمام ممالک دارالاسلام (land of Islam) کی طرح ہیں۔

خلاصہ کلام

قارئین کرام! کتاب ہذا کے مندرجات کو بغور پڑھنے کے بعد یہ حقیقت روزِ روشن کی

طرح واضح ہوگئی کہ اسلام بلاشبہ محبت و رافت اور جذبہ خیر سگالی کو فروغ دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ چونکہ یہ دین امن و سلامتی ہے اور تمام طبقات انسانی اس کے دائرہ دعوت میں شامل ہیں، اس لیے انسان خواہ کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو اس کی دنیوی خیر خواہی اور اخروی فوز و فلاح اسلامی تعلیمات کے خمیر کا بنیادی عنصر ہیں۔ اسی پس منظر میں اہل کتاب کے ساتھ خصوصی احکام اور بعض معاملات میں حلت و جواز کا قاعدہ بھی انہیں اعتماد دینے اور انس و قربت کا احساس دلانے کی اُلوہی حکمت ہے تاکہ وہ بقیہ اعتقادات پر بھی نظر ثانی کر سکیں۔ یہود مدینہ کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے تعلقات اور ان سے دیگر معاملات زندگی میں معاہدات اور روابط اسی جذبہ خیر سگالی کی عملی شکل تھی۔

اسلام کی پوری تاریخ اسی جذبہ رحمت و رافت اور خیر سگالی سے بھری پڑی ہے۔ آج عیسائی اور یہودی دانش ور بلاجھک یہ حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ صلیبی جنگوں کے دوران بھی یورپ اور مشرق وسطیٰ کے علاقوں میں اہل کتاب جس قدر کسی اسلامی ریاست میں پُر امن اور بحفاظت رہتے تھے وہ سکون اور تحفظ انہیں عیسائی ریاستوں میں بھی میسر نہیں تھا۔ یہ تو اُس دور کی بات ہے جب اسلام ایک غالب ثقافتی اور سیاسی قوت کے طور پر دنیا میں حکومت کر رہا تھا۔ آج تو صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ گزشتہ دو تین صدیوں سے مسلمان بالعموم زوال کا شکار ہیں۔ بے شمار مسلمان پوری دنیا میں غیر اسلامی حکومتوں، تہذیبوں اور معاشروں میں اقلیت کے طور پر رہ رہے ہیں۔ مسلمان حکومتوں کو دوسری حکومتوں کے ساتھ اور مسلمان مرد و زن کو دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ ہزار طرح کے معاملات کرنے پڑتے ہیں۔ اگر دین حق کے ترجمان اس عالمی گاؤں (global village) میں کفار و مشرکین اور اہل کتاب کے ساتھ حقارت و نفرت کا رویہ اختیار کریں گے تو لامحالہ ردِ عمل کے طور پر مغلوب قوم کی حیثیت سے ان مسلمانوں کو کئی گنا زیادہ نفرت و حقارت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لہذا دین حق کے مبلغین و داعیین کو یہ بات بطور خاص سمجھنی چاہیے کہ اسلام کی شان و شوکت اور سطوت کے دور میں جب اسلام کو عالمگیر عزت و احترام بھی حاصل تھا اور مسلمان غالب بھی تھے تو منہج تبلیغ اور تھا؛ لیکن آج معاملہ ہی الٹ ہے۔ اسلام کو پہلے ہی تنقید و تعصب کا

سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے غیر دانش مندانہ رویے سے رہی سہی خیر سگالی بھی ختم ہو جائے گی۔ ان سے میل ملاپ یا آنا جانا ختم کر دیا جائے تو فہم دین کے ذرائع مسدود ہو جانے کے ساتھ ساتھ دین کا پھیلاؤ رُک جائے گا اور مخالفین کا اسلام مخالف پروپیگنڈہ بھی سچا ثابت ہوگا۔

مصادر و مراجع

- ١- القرآن الحكيم-
- ٢- ابن اثير، ابو الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد شيباني جزري (٥٥٥-٦٣٠هـ/١١٦٠-١٢٣٣ء)- الكامل في التاريخ- بيروت، لبنان: دار صادر، ١٩٤٩ء
- ٣- ابن اثير، ابو السعادات مبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد شيباني جزري (٥٣٣-٦٠٦هـ/١١٣٩-١٢١٠ء)- منال الطالب في شرح طوال الغرائب- بيروت، لبنان + دمشق، شام: دار المأمون للتراث-
- ٤- ابن اثير، ابو السعادات مبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد شيباني جزري (٥٣٣-٦٠٦هـ/١١٣٩-١٢١٠ء)- النهاية في غريب الحديث والأثر- قم، ايران: مؤسسه مطبوعاتي اسماعيليان، ١٣٦٢هـ-
- ٥- احمد بن حنبل، ابو عبد الله بن محمد (١٦٢-٢٤١هـ/٨٠-٨٥٥ء)- المسند- بيروت، لبنان: المكتب الاسلامي، ١٣٩٨هـ/١٩٤٨ء-
- ٦- احمد رضا، محدث هند ابن نقى علي خاں قادري (١٢٤٢-١٣٢٠هـ/١٨٥٦-١٩٢١ء)- العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية- لاهور، پاکستان: رضا فاؤنڈيشن، جامعہ نظامیہ رضویہ-
- ٧- ابن اسحاق، محمد بن اسحاق بن يسار (٨٥-١٥١هـ)- السيرة النبوية- معتمد الدراسات والأبحاث للتعريف-
- ٨- ابو اسحاق الثعلبي، احمد بن محمد بن ابراهيم النيسابوري (م ٣٢٤هـ)- الكشف والبيان (المعروف تفسير الثعلبي)- بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربي، ١٢٢٢هـ/٢٠٠٢ء-

- ۹۔ اعزاز علی۔ حاشیہ علی کنز الدقائق۔
- ۱۰۔ انیسٹروی، ملا احمد جیون۔ تفسیرات احمدیہ۔ لاہور، پاکستان: قرآن کمپنی لمیٹڈ۔
- ۱۱۔ انور شاہ کشمیری، محمد انور بن مولانا محمد معظم شاہ کشمیری (۱۲۹۲-۱۳۵۲ھ)۔ فیض الباری علی صحیح البخاری۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔
- ۱۲۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ الأدب المفرد۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔
- ۱۳۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ التاریخ الكبير۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۱۴۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ الصحيح۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔
- ۱۵۔ بزار، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰-۲۹۲ھ/۸۲۵-۹۰۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔
- ۱۶۔ بغوی، ابو محمد بن فراء حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶-۵۱۶ھ/۱۰۴۴-۱۱۲۲ء)۔ معالم التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء۔
- ۱۷۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر (م ۲۷۹ھ)۔ فتوح البلدان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔
- ۱۸۔ بیضاوی، ناصر الدین ابی سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی (م ۷۹۱ھ)۔ أنوار التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء۔
- ۱۹۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۲ء)۔ شعب الإیمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔
- ۲۰۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۲ء)۔

- ٩٩٣-١٠٦٦هـ) - السنن الكبرى - مدينة منوره، سعودي عرب: مكتبة الدار، ١٤١٠هـ / ١٩٨٩ء -
- ٢١- بيهقي، ابو بكر احمد بن حسين بن علي بن عبد الله بن موسى (٣٨٢-٣٥٨هـ / ٩٩٣-١٠٦٦هـ) - دلائل النبوة - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٣هـ / ٢٠٠٢ء -
- ٢٢- بيهقي، ابو بكر احمد بن حسين بن علي بن عبد الله بن موسى (٣٨٢-٣٥٨هـ / ٩٩٣-١٠٦٦هـ) - معرفة السنن والآثار - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية -
- ٢٣- ترمذي، ابو عيسى محمد بن عيسى بن سوره بن موسى بن ضحاک سلمی (٢١٠-٢٤٩هـ / ٨٢٥-٨٩٢هـ) - السنن - بيروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ١٩٩٨ء -
- ٢٤- تكملة المجموع شرح المذهب للإمام أبي إسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الشيرازی - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية -
- ٢٥- تهاوي، محمد بن علي ابن القاضي محمد حامد بن محمد صابر الفاروقي حنفي (م ١١٥٨هـ) - كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم - بيروت، لبنان: مكتبة لبنان ناشرون، ١٩٩٦ء -
- ٢٦- ابن تيمية، احمد بن عبد الحليم بن عبد السلام حراني (٦٦١-٧٢٨هـ / ١٢٦٣-١٣٢٨هـ) - المحرر في الفقه على مذهب الإمام أحمد بن حنبل - رياض، سعودي عرب: مكتبة المعارف، ١٤٠٢هـ -
- ٢٧- ابن تيمية، احمد بن عبد الحليم بن عبد السلام حراني (٦٦١-٧٢٨هـ / ١٢٦٣-١٣٢٨هـ) - مجموع الفتاوى - مكتبة ابن تيمية -
- ٢٨- ابن جارود، ابو محمد عبد الله بن علي بن جارود نيشاپوري (م ٣٠٤هـ) - المنتقى من السنن الممسندة - بيروت، لبنان: مؤسسة الكتاب الثقافية، ١٤١٨هـ / ١٩٨٨ء -
- ٢٩- جصاص، احمد بن علي الرازي ابو بكر (٣٠٥-٣٤٠هـ) - أحكام القرآن - بيروت،

- لبنان: دار احیاء التراث، ۱۴۰۵ھ۔
- ۳۰۔ جصاص، احمد بن علی الرازی ابو بکر (۳۰۵-۳۷۰ھ)۔ احکام القرآن۔ لاہور، پاکستان: سہیل اکیڈمی۔
- ۳۱۔ ابن جعد، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳-۲۳۰ھ/۷۵۰-۸۴۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔
- ۳۲۔ ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰-۵۷۹ھ/۱۱۱۶-۱۲۰۱ء)۔ زاد المسیر فی علم التفسیر۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔
- ۳۳۔ ابن ابی حاتم، عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادريس ابو محمد الرازی تمیمی (۲۴۰-۳۲۷ھ/۸۵۲-۹۳۸ء)۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سعودی عرب: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء۔
- ۳۴۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ/۹۳۳-۱۰۱۴ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت، لبنان: مکتبہ اسلامی، ۱۳۹۸ھ۔
- ۳۵۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ/۸۸۲-۹۶۵ء)۔ الثقات۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء۔
- ۳۶۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ/۸۸۲-۹۶۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔
- ۳۷۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-۱۴۲۹ء)۔ الدراریۃ فی تخریج أحادیث الہدیۃ۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔
- ۳۸۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-۱۴۲۹ء)۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ لاہور، پاکستان: دار نشر

- الكتب الإسلامية، ١٢٠١هـ/١٩٨١ء -
- ٣٩- ابن حزم، علي بن احمد بن سعيد بن حزم اندلسي (٣٨٢-٢٥٦هـ/٩٩٢-١٠٦٢ء) -
الفصل في الملل والأهواء والنحل - بيروت، لبنان: دار الجيل، ١٣١٦هـ/
١٩٩٦ء -
- ٤٠- ابن حزم، علي بن احمد بن سعيد بن حزم اندلسي (٣٨٢-٢٥٦هـ/٩٩٢-١٠٦٢ء) -
المحلى - بيروت، لبنان: دار الآفاق الجديدة -
- ٤١- حسام الدين هندی، علاء الدين علي متقي (م ٩٤٥هـ) - كنز العمال في سنن
الأقوال والأفعال - بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٣٩٩/١٩٤٩ -
- ٤٢- حسيني، ابراهيم بن محمد (١٠٥٢-١١٢٠هـ) - البيان والتعريف - بيروت، لبنان: دار
الكتاب العربي، ١٢٠١هـ -
- ٤٣- هكفي، علاء الدين محمد بن علي بن محمد خفي (١٠٨٨هـ/١٦٤٤ء) - الدر المختار على
هامش الرد - بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٨٦هـ -
- ٤٤- ابو حفص الحسبي، سراج الدين عمر بن علي بن عادل دمشقي - اللباب في علوم
الكتاب - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٢١٩هـ/١٩٩٨ء -
- ٤٥- حلي، علي بن برهان الدين (م ١٢٠٢هـ) - السيرة الحلبية - بيروت، لبنان،
دار المعرفة، ١٢٠٠هـ -
- ٤٦- حميد الله، ذاكتر محمد - مجموعة الوثائق السياسية - بيروت، لبنان: دار الارشاد -
- ٤٧- ابو حيان، محمد بن يوسف (٦٥٢-٤٢٥هـ) - البحر المحيط - بيروت، لبنان: دار
الكتب العلمية، ١٢٢٢هـ/٢٠٠١ء -
- ٤٨- ابن خزيمة، ابو بكر محمد بن اسحاق (٢٢٣-٣١١هـ/٨٣٨-٩٢٢ء) - الصحيح - بيروت،
لبنان: المكتب الاسلامي، ١٣٩٠هـ/١٩٤٠ء -

- ۴۹۔ ابن خلّال، احمد بن محمد بن ہارون بن یزید، ابو بکر (۳۱۱-۳۳۴ھ)۔ احکام اہل الملل من الجامع لمسائل الإمام أحمد بن حنبل۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔
- ۵۰۔ دارقطنی، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶-۳۸۵ھ)۔ ۹۱۸-۹۹۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔
- ۵۱۔ دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن (۱۸۱-۲۵۵ھ/۷۷-۸۶۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العربی، ۱۴۰۷ھ۔
- ۵۲۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ/۸۱۷-۸۸۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔
- ۵۳۔ دسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ مالکی (م ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ء)۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الكبير۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔
- ۵۴۔ ابن ابی دنیا، ابو بکر عبد اللہ بن محمد القرشی (۲۰۸-۲۸۱ھ)۔ الأھوال۔ مصر: مکتبۃ آل یاسر، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء۔
- ۵۵۔ دلیلی، ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمدانی (۴۴۵-۵۰۹ھ/۱۰۵۳-۱۱۱۵ء)۔ مسند الفردوس۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔
- ۵۶۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/۱۲۷۷-۱۳۴۸ء)۔ تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔
- ۵۷۔ رازی، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تمیمی (۵۴۳-۶۰۶ھ/۱۱۴۹-۱۲۱۰ء)۔ التفسیر الكبير۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔
- ۵۸۔ ابن راہویہ، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبد اللہ (۱۶۱-۱۲۱۰ھ)۔

- ٢٣٤هـ/٤٤٨-٤٨٥(هـ) - المسند - مدينة منوره، سعودى عرب: مكتبة الايمان، ١٢١٢هـ/١٩٩١ء -
- ٥٩- ربيع، ابن حبيب بن عمر آزدي بصري - الجامع الصحيح مسند الإمام الربيع بن حبيب - بيروت، لبنان، دار الحكمة، ١٢١٥هـ -
- ٦٠- ابن رشد، ابو وليد محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبي (م ٥٩٥هـ) - بداية المجتهد ونهاية المقتصد - بيروت، لبنان: دار الفكر -
- ٦١- زرقاني، ابو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن احمد بن علوان مصري ازهرى مالكي (١٠٥٥-١١٢٢هـ/١٦٢٥-١٤١٠ء) - شرح المواهب اللدنية - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٢١٤هـ/١٩٩٦ء -
- ٦٢- زحترى، ابو القاسم محمد بن عمر خوارزمي (م ٥٣٨هـ) - الكشف عن حقائق غوامض التنزيل - بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربى -
- ٦٣- زحترى، ابو القاسم محمد بن عمر خوارزمي (م ٥٣٨هـ) - الفائق فى غريب الحديث - بيروت، لبنان: دار المعرفه -
- ٦٤- ابن زنجويه، حميد (م ٢٥١هـ) - كتاب الأموال - رياض، سعودى عرب: مركز الملك فيصل للبحوث والدراسات الاسلاميه، ١٢٠٦هـ/١٩٨٦ء -
- ٦٥- ابو زهره، محمد - العلاقات الدولية فى الاسلام - القايره، مصر: دار الفكر العربى، ١٩٩٥ء -
- ٦٦- زيلعى، فخر الدين عثمان بن على بن مجن بارى حنفى (م ٤٣٣هـ) - تبين الحقائق شرح كنز الدقائق - قايره، مصر: دار الكتب الاسلامى، ١٣١٣هـ -
- ٦٧- سرخسى، امام شمس الدين السرخسى (م ٢٨٣هـ) - كتاب المبسوط - بيروت، لبنان: دارالمعرفه، ١٣٩٨هـ/١٩٤٨ء -

- ۶۸۔ سرخسی، امام محمد بن احمد السرخسی (م ۴۹۰ھ)۔ شرح کتاب السير الكبير۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء۔
- ۶۹۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸-۲۳۰ھ/۷۸۳-۸۴۵ء)۔ الطبقات الكبير۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعة والنشر، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔
- ۷۰۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸-۲۳۰ھ/۷۸۳-۸۴۵ء)۔ الطبقات الكبير۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔
- ۷۱۔ سعدی، ابو حبیب۔ القاموس الفقہی۔ کراچی، پاکستان: ادارہ القرآن و العلوم الاسلامیہ۔
- ۷۲۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹-۹۱۱ھ/۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔
- ۷۳۔ شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادريس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/۷۶۷-۸۱۹ء)۔ الأم۔ بیروت لبنان: دار المعرفۃ، ۱۳۹۳ھ۔
- ۷۴۔ شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادريس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/۷۶۷-۸۱۹ء)۔ المسند۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۷۵۔ شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الخنی غرناطی مالکی (م ۷۹۰ھ)۔ الموافقات فی أصول الشریعۃ۔ بیروت لبنان: دار المعرفۃ، ۱۳۹۳ھ۔
- ۷۶۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰-۱۸۳۴ء)۔ السیل الجوار۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ۔
- ۷۷۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰-۱۸۳۴ء)۔ فتح القدیر۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

- ٤٨- شوكانى، محمد بن على بن محمد (١١٤٣-١٢٥٠هـ/١٤٦٠-١٨٣٢ء). نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار - بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٢هـ/١٩٨٢ء.
- ٤٩- شيبانى، ابوبكر احمد بن عمرو بن ضحاك بن مخلد (٢٠٦-٢٨٤هـ/٨٢٢-٩٠٠ء). الآحاد والمثاني - رياض، سعودى عرب: دار الراية، ١٤١١هـ/١٩٩١ء.
- ٨٠- شيبانى، ابوعبد الله محمد بن حسن بن فرقد (١٣٢-١٨٩هـ). كتاب الحجة على أهل المدينة - بيروت، لبنان: عالم الكتب، ١٤٠٣هـ.
- ٨١- شيبانى، ابوعبد الله محمد بن حسن بن فرقد ابوعبد الله (١٣٢-١٨٩هـ). المبسوط - كراچي، پاکستان: ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه.
- ٨٢- ابن ابى شيبه، ابوبكر عبد الله بن محمد بن ابراهيم بن عثمان كوفى (١٥٩-٢٣٥هـ/٤٤٦-٨٣٩ء). المصنف - رياض، سعودى عرب: مكتبة الرشد، ١٤٠٩هـ.
- ٨٣- صالحى، ابوعبد الله محمد بن يوسف بن على بن يوسف شامى (٩٢٢هـ/١٥٣٦ء). سبل الهدى والرشاد - بيروت، لبنان: دار الكتب العلميه، ١٤١٢هـ/١٩٩٣ء.
- ٨٤- صيداوى، محمد بن احمد بن ججع، ابو الحسين (٣٠٥-٤٠٢هـ). معجم الشيوخ - بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٤٠٥هـ.
- ٨٥- ابن ضويان، ابراهيم بن محمد بن سالم (١٢٤٥-١٣٥٣هـ). منار السبيل - رياض، سعودى عرب: مكتبة المعارف، ١٤٠٥هـ.
- ٨٦- طبرانى، ابو القاسم سليمان بن احمد بن ايوب بن مطير اللخمي (٢٦٠-٣٦٠هـ/٨٤٣-٩٤١ء). المعجم الكبير - قاهره، مصر: مكتبة ابن تيميه.
- ٨٧- طبرانى، ابو القاسم سليمان بن احمد بن ايوب بن مطير اللخمي (٢٦٠-٣٦٠هـ/٨٤٣-٩٤١ء). المعجم الكبير - موصل، عراق: مطبعة الزهراء الحديثيه.
- ٨٨- طبرانى، ابو القاسم سليمان بن احمد بن ايوب بن مطير اللخمي (٢٦٠-٣٦٠هـ/٨٤٣-٩٤١ء).

- ۸۷- ۸۷۳-۹۷۱ء)۔ المعجم الأوسط۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبة المعارف، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔
- ۸۹- طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ المعجم الاوسط۔ قاہرہ، مصر: دارالحرین، ۱۴۱۵ھ۔
- ۹۰- طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ مسند الشامیین۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔
- ۹۱- طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴-۳۱۰ھ/۸۳۹-۹۲۳ء)۔ تاریخ الأمم والملوک۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔
- ۹۲- طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴-۳۱۰ھ/۸۳۹-۹۲۳ء)۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۰۵ھ۔
- ۹۳- طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/۸۵۳-۹۳۳ء)۔ شرح معانی الآثار۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔
- ۹۴- طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/۸۵۳-۹۳۳ء)۔ شرح مشکل الآثار۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء۔
- ۹۵- طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/۸۵۳-۹۳۳ء)۔ مختصر اختلاف العلماء۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۱۷ھ۔
- ۹۶- طیلسی، ابو داود سلیمان بن داود جارود (۱۳۳-۲۰۴ھ/۷۵۱-۸۱۹ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

- ۹۷- ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز دمشقی (۱۲۴۴-۱۳۰۶هـ)۔ رد المختار علی الدر المختار۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔
- ۹۸- ابن ابی عاصم، ابو بکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/ ۸۲۲-۹۰۰ء)۔ الآحاد والمثانی۔ ریاض، سعودی عرب: دار الراية، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔
- ۹۹- ابن ابی عاصم، ابوبکر بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/ ۸۲۲-۹۰۰ء)۔ الدیات۔ کراچی، پاکستان: اداره القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔
- ۱۰۰- ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/ ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ الاستذکار۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء۔
- ۱۰۱- ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/ ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ التمهید۔ مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، ۱۳۸۷ھ۔
- ۱۰۲- عبد الرزاق صنعانی، ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶-۲۱۱ھ/ ۷۴۲-۸۲۶ء)۔ المصنف۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔
- ۱۰۳- عبد بن حمید، ابو محمد بن نصر الکسبی (م ۲۴۹ھ/ ۸۶۳ء)۔ المسند۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔
- ۱۰۴- ابن عبد الحکم، ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ عبد الحکم بن اعین قرشی مصری (۱۸۷-۲۵۷ھ/ ۸۰۳-۸۷۱ء)۔ فتوح مصر وأخبارها۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔
- ۱۰۵- ابو عبید، قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ)۔ کتاب الأموال۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۸ھ۔
- ۱۰۶- عجlonی، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد البہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷-۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶-۱۷۴۹ء)۔ کشف الخفا ومزیل الألباس۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ

الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۰۷۔ ابن عربی، ابو بکر محمد بن عبد اللہ معافری اندلسی اشبیلی (۲۶۸-۵۴۳ھ/۱۰۷۶-۱۱۴۸ء)۔
أحكام القرآن۔ لبنان: دار الفكر للطباعة والنشر۔

۱۰۸۔ عروسی، ڈاکٹر محمد تاج شیخ عبد الرحمن۔ فقہ الجہاد والعلاقات الدولية في
الإسلام۔ اسلام آباد، پاکستان: انسٹنٹ پرنٹ سسٹم، ۱۹۹۹ء۔

۱۰۹۔ ابن عساکر، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبہ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشق (۲۹۹-
۵۷۱ھ/۱۱۰۵-۱۱۷۶ء)۔ تاریخ دمشق الكبير (المعروف ب: تاریخ ابن
عساکر)۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء۔

۱۱۰۔ ابن عساکر، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبہ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشق (۲۹۹-
۵۷۱ھ/۱۱۰۵-۱۱۷۶ء)۔ تاریخ مدينة دمشق۔ بیروت، لبنان: دار الفكر، ۱۹۹۵ء۔
۱۱۱۔ ابن عطیہ الاندلسی، ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عطیہ (م ۵۴۶ھ)۔ المحرر
الوجیز في تفسير الكتاب العزيز۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ،
۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۱۲۔ ابو عوانہ، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰-۳۱۶ھ/۸۴۵-
۹۲۸ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۱۱۳۔ عینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود
(۷۲۲-۸۵۵ھ/۱۳۶۱-۱۴۵۱ء)۔ عمدة القاري شرح علی صحيح
البخاري۔ بیروت، لبنان: دار الفكر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۱۱۴۔ ابن فارس، ابو الحسن احمد بن فارس بن زکریا (م ۳۹۵ھ)۔ مقاییس اللغة،
بیروت، لبنان: دار الجلیل، ۱۴۰۲ھ/۱۹۹۹ء۔

۱۱۵۔ الفتاویٰ الہندیہ۔ بیروت، لبنان: دار الفكر، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

- ١١٦- الفتاوى الهندية- بيروت، لبنان: دار المعرفه، ١٣٩٣هـ/ ١٩٤٣ء-
- ١١٧- قاضى ثناء الله، محمد پانى پتى (م ١٢٢٥هـ/ ١٨١٠ء)- التفسير المظهرى- بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربى-
- ١١٨- قاضى ثناء الله، محمد پانى پتى (م ١٢٢٥هـ/ ١٨١٠ء)- التفسير المظهرى- كوته، پاكستان: بلوچستان بك ڈپو-
- ١١٩- قاضى خان، فخر الدين ابو الحسن حسن بن منصور (م ٥٩٢هـ)- فتاوى قاضىخان فى مذهب الإمام الأعظم أبى حنيفة النعمان- بيروت، لبنان: دار الكتب العلميه-
- ١٢٠- ابن قدامه، عبد الرحمان بن محمد بن احمد مقدسى حنبلى (٢٨٢هـ)- الشرح الكبير على متن المقنع- بيروت، لبنان: دار الكتب العلميه-
- ١٢١- ابن قدامه، ابو محمد عبد الله بن احمد مقدسى حنبلى (م ٦٢٠هـ)- المغني فى فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيبانى- بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٥هـ-
- ١٢٢- ابن قدامه، ابو محمد عبد الله بن احمد مقدسى حنبلى (م ٦٢٠هـ)- المغني على مختصر الخرقى- بيروت، لبنان: دار الكتب العلميه-
- ١٢٣- قرانى، ابو العباس شهاب الدين احمد بن ادريس مالكى (م ٦٨٢هـ)- الفروق/أنوار البروق فى أنواع الفروق- بيروت، لبنان: دار الكتب العلميه، ١٢١٨هـ/ ١٩٩٨ء-
- ١٢٤- قرطبى، ابو عبد الله محمد بن احمد بن محمد بن يحيى بن مفرج أموى (٢٨٢-٣٨٠هـ/ ٨٩٤-٩٩٠ء)- الجامع لأحكام القرآن- بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربى-
- ١٢٥- قسطلانى، ابو العباس احمد بن محمد بن ابى بكر بن عبد الملك بن احمد بن محمد بن محمد بن حسين بن على (٨٥١-٩٢٣هـ/ ١٢٣٨-١٥١٤ء)- المواهب اللدنيه بالمنح المحمديه- بيروت، لبنان: المکتب الاسلامى، ١٣١٢هـ/ ١٩٩١ء-

- ۱۲۶۔ ابن قیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر ایوب الزری (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ احکام اہل الذمہ۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔
- ۱۲۷۔ ابن قیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزری (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد۔ بیروت، لبنان: موسسہ الرسالۃ، ۱۴۰۷ء/۱۹۸۶ء۔
- ۱۲۸۔ ابن قیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزری (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد۔ کویت: مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ۱۹۸۶ء۔
- ۱۲۹۔ کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود خنی (م ۵۸۷ھ)۔ بدائع الصنائع۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العربی، ۱۹۸۲ء۔
- ۱۳۰۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصری (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ البدایۃ والنهاية۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔
- ۱۳۱۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصری (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔
- ۱۳۲۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصری (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ السیرۃ النبویۃ۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔
- ۱۳۳۔ کلاعی، ابو الربیع سلیمان بن موسیٰ الکلاعی الأندلسی (۵۶۵-۶۳۴ھ)۔ الاکتفاء فی مغازی رسول اللہ ﷺ والثلاثۃ الخلفاء۔ بیروت، لبنان، مکتبۃ الحلال، ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۸ء۔
- ۱۳۴۔ ابو الیث سمرقندی، نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم (م ۳۷۵ھ)۔ بحر العلوم۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

- ١٣٥- ابو الليث سمرقندی، نصر بن محمد بن احمد بن ابراهيم (م ٣٤٥هـ)۔ بحر العلوم۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔
- ١٣٦- ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (٢٠٩-٢٤٣ھ/٨٢٣-٨٨٤ھ)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ١٣٩٥ھ/١٩٤٥ء۔
- ١٣٧- مالک، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصْحٰی (٩٣-١٤٩ھ/ ١٢-٩٥ء)۔ المدونة الكبرى۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔
- ١٣٨- مالک، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصْحٰی (٩٣-١٤٩ھ/ ١٢-٩٥ء)۔ المدونة الكبرى۔ قاہرہ، مصر: دار الحدیث۔
- ١٣٩- مالک، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصْحٰی (٩٣-١٤٩ھ/ ١٢-٩٥ء)۔ الموطأ۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ١٤٠٦ھ/١٩٨٥ء۔
- ١٤٠- ابن مبارک، ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن واضح مروزی (١١٨-١٨١ھ/٣٦٦-٤٩٨ء)۔ المسند۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ١٤٠٤ھ۔
- ١٤١- مرغینانی، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر۔ الہدایۃ شرح بداية المبتدی۔ بیروت، لبنان: دار ارقم، ١٩٩٤ء۔
- ١٤٢- مرغینانی، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر۔ الہدایۃ شرح بداية المبتدی۔ کراچی، پاکستان: محمد علی کارخانہ اسلامی کتب۔
- ١٤٣- مسلم، ابو الحسین ابن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (٢٠٦- ٢٦١ھ/٨٢١-٨٤٥ء)۔ الصحيح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔
- ١٤٣- ابن مفلح مقدسی، شمس الدین محمد ابو عبد اللہ حنبلی (٤١٤-٤٦٢ھ)۔ الفروع۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ١٣١٨ھ۔
- ١٤٥- ابن مفلح مقدسی، شمس الدین محمد ابو عبد اللہ حنبلی (٤١٤-٤٦٢ھ)۔ الآداب

- الشرعیۃ۔ بیروت، لبنان: موسسہ الرسالہ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔
- ۱۴۶۔ مقاتل بن سلیمان، ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازدی البخی (م ۱۵۰ھ)۔ تفسیر القرآن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء۔
- ۱۴۷۔ مقدسی، ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمن بن اسماعیل بن منصور سجدی حنبلی (۵۶۹-۶۴۳ھ/۱۱۷۳-۱۲۳۵ء)۔ الأحادیث المختارة۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیث، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔
- ۱۴۸۔ مکی بن ابی طالب المقری، ابو محمد (م ۴۳۷ھ)۔ الهدایۃ إلى بلوغ النہایۃ۔ شارحہ: یونیورسٹی آف شارجہ۔
- ۱۴۹۔ ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد نور الدین حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ فتح باب العنایۃ فی شرح کتاب النقایۃ فی الفقہ الحنفی۔ بیروت، لبنان: دار ارقم، ۱۹۹۷ء۔
- ۱۵۰۔ منذری، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱-۶۵۶ھ/۱۱۸۵-۱۲۵۸ء)۔ الترغیب والترہیب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔
- ۱۵۱۔ ابو منصور ماتریدی، محمد بن محمد بن منصور الحنفی (م ۳۳۳ھ)۔ تأویلات أهل السنة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۱۵۲۔ ابن منظور، محمد بن کرم بن علی بن احمد بن ابی قاسم بن حنظلہ افریقی (۶۳۰-۷۱۱ھ/۱۲۳۲-۱۳۱۱ء)۔ لسان العرب۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔
- ۱۵۳۔ نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵-۳۰۳ھ/۸۳۰-۹۱۵ء)۔ السنن الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔
- ۱۵۴۔ ابن نجیم، زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن بکر الحنفی (م ۹۷۰ھ)۔ البحر الرائق

- شرح كنز الدقائق - بيروت، لبنان: دار المعرفه -
- ۱۵۵- نسائي، احمد بن شعيب، ابو عبد الرحمن (۲۱۵-۳۰۳هـ/ ۸۳۰-۹۱۵ء) - السنن - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ۱۴۱۶هـ/ ۱۹۹۵ء -
- ۱۵۶- نسائي، ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب بن علي بن سنان بن بحر بن دينار (۲۱۵-۳۰۳هـ/ ۸۳۰-۹۱۵ء) - السنن - كراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ -
- ۱۵۷- نسفي، ابو البركات عبد الله بن احمد بن محمود (م ۷۱۰هـ) - كنز الدقائق - كراچی، پاکستان: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة -
- ۱۵۸- ابو نعیم، احمد بن عبد الله بن احمد بن اسحاق بن موسى بن مهران اصبهانی (۳۳۶-۴۳۰هـ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء) - حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء - بیروت، لبنان: دار الكتاب العربی، ۱۴۰۰هـ/ ۱۹۸۰ء -
- ۱۵۹- ابو نعیم، احمد بن عبد الله بن احمد بن اسحاق بن موسى بن مهران اصبهانی (۳۳۶-۴۳۰هـ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء) - حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء - بیروت، لبنان: دار الكتب العلمیة، ۱۴۲۳هـ/ ۲۰۰۲ء -
- ۱۶۰- ابو نعیم، احمد بن عبد الله بن احمد بن اسحاق بن موسى بن مهران اصبهانی (۳۳۶-۴۳۰هـ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء) - دلائل النبوة - حیدر آباد، بھارت: مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، ۱۳۶۹هـ/ ۱۹۵۰ء -
- ۱۶۱- ابو نعیم، احمد بن عبد الله بن احمد بن اسحاق بن موسى بن مهران اصبهانی (۳۳۶-۴۳۰هـ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء) - مسند الإمام أبي حنیفة - ریاض، سعودی عرب، مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ -
- ۱۶۲- نووی، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعه بن حزام (۶۳۱-۶۷۷هـ/ ۱۲۳۳-۱۲۷۸ء) - شرح صحیح مسلم - بیروت، لبنان: دار

احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ۔

۱۶۳۔ نووی، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱-۶۷۷ھ/۱۲۳۳-۱۲۷۸ء)۔ المجموع شرح المہذب للإمام أبی إسحاق إبراهيم بن علی بن یوسف الشیرازی۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۶۴۔ نیشاپوری، نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی۔ تفسیر غرائب القرآن و رغائب القرآن۔ مصر: مطبعة الکبری الامیریۃ، ۱۳۲۳ھ۔

۱۶۵۔ واحدی، ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن علی (م ۴۶۸ھ)۔ الوسیط فی تفسیر القرآن المجید۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۶۶۔ ہروی، ابو عبید احمد بن محمد (م ۴۰۱ھ)۔ الغریبین فی القرآن والحديث۔ بیروت، لبنان: مکتبہ عصریہ، ۱۹۹۹ء۔

۱۶۷۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری (۲۱۳ھ/۸۲۸ء)۔ السیرۃ النبویۃ۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

۱۶۸۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک ہشام حمیری (م ۲۱۳ھ/۸۲۸ء)۔ السیرۃ النبویۃ۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء۔

۱۶۹۔ بیہقی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنیع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۱۷۰۔ یحییٰ بن آدم، ابو زکریا ابن سلیمان قرشی (م ۲۰۳ھ)۔ کتاب الخراج۔ لاہور، پاکستان: المکتبۃ الاسلامیہ، ۱۹۷۷ء۔

۱۷۱۔ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی

- (م ٢٨٤/هـ ٨٩٤ع) - تاريخ يعقوبى - بيروت، لبنان: دار صادر.
- ١٤٢ - ابو يعلى، احمد بن على بن ثنى بن يكي بن عيسى بن هلال موصلى تميمى (٢١٠-٣٠٤هـ/ ٨٢٥-٩١٩ع) - المسند - دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ١٤٠٢هـ/ ١٩٨٢ع.
- ١٤٣ - ابو يعلى حنبلى، محمد بن حسين بن محمد بن خلف بن احمد بن الفراء (٢٥٨هـ/ ١٠٦٦ع) - المعتمد فى أصول الدين - بيروت، لبنان: دار المشرق، ١٩٤٢هـ.
- ١٤٤ - ابو يوسف، يعقوب بن ابراهيم النصارى (١٨٢هـ) - كتاب الخراج - بيروت، لبنان: دار المعرفة.